623

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 6۔جولائی2010 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کو زیادہ مواقع دینے کے لئے 5 فیصد کوٹا میں اضافہ پر غور کرے۔

(موجودہ قراردادیں)

1. ڈاکٹر فائزہ اصغر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالاباغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سودمند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔

2. کرنل(ر) محمد عباس: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ غیر ملکیوں کو

زرعی اراضی فروخت کرنے کی بجائے پاکستانی کسانوں اور کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے وافر زمین ان میں تقسیم کی جائے کیونکہ پاکستانی کسان پہاڑوں کے سینے چیر کر بھی فصلیں اُگانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

624

3. میاں نصیر احمد: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ نادرا سے جاری ہونے والے قومی شناختی کارڈ میں ووٹ نمبر کا اندراج بھی کیا جائے تاکہ آنے والے دور میں کمپیوٹرائزڈ الیکشن کرانا ممکن ہو سکے۔

4. جناب طاہر اقبال چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پنٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔

5. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

625

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،13۔جولائی2010

(یوم الثلاثہ،30۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

سورة النِّسَاء آيات 69 تا 70

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (69) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے (70)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی
تم سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی
اے ظرف نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
سرکار کا جلوہ ہے تماشا نہیں کوئی
یہ تجربہ ایمان ہے اے رحمت عالم
فریاد تمھارے سوا سنتا نہیں کوئی
اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو
افلاک پہ تو گنبد خضرا نہیں کوئی
سرکار کی رحمت نے مجھے خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالد سا نکما نہیں کوئی

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں بہت ادب سے آپ سے گزارش کرتا ہوں۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پہلے آپ میری بات سُن لیں۔

MS FOUZIA BEHRAM: Sir, It's very important. Please.

جناب سپیکر: نہیں، مجھے بات کرنے دیں۔ میں آپ کی بات اس طرح سے نہیں سُنوں گا۔ This is not good.

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میری بات سُن تو لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز رکن نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 323 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری کالجز میں ڈی پی ایز کو لیکچرار اور سرکاری سکولز

میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دینا

*323: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹر کرنے والے مرد /خواتین کو سرکاری کالجز اور سرکاری ہائر سیکنڈری سکولز میں بطور ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن، ڈی پی ایز تعینات کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب سرکاری کالجز میں ڈی پی ایز کو لیکچرار اور سرکاری سکولز میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دے دیا گیا ہے، اس سلسلہ میں جتنے نوٹیفکیشن ہوئے ہیں، ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار کے لئے بی ایڈ کی شرط نہ ہے اور سبجیکٹ سپیشلسٹ فزیکل کے لئے بی ایڈ کی شرط ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار فزیکل ایجوکیشن اور سبجیکٹ سپیشلسٹ فزیکل ایجوکیشن اپنے اپنے سکولوں اور کالجوں میں گیارہویں اور بارہویں کی کلاسوں کو پڑھانے کے علاوہ کھیلوں کے بھی انچارج ہوتے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا انہیں کوئی incentive دیا جاتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ہ) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا نوٹیفکیشن کی تاریخ سے ڈی پی ایز کو سکولوں اور کالجوں میں لیکچرار اور سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دے دیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے سرکاری کالجز میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی پوسٹ کو مورخہ 10-09-1991 سے upgrade کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے جبکہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامیوں کو

1999 سے upgrade کر کے ایس ایس (فزیکل ایجوکیشن) میں re-designate کیا گیا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) سکول ونگ اور کالج ونگ کے الگ الگ ریکروٹمنٹ رولز موجود ہیں جن کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں کی جاتی ہیں۔ پنجاب سکولز ایجوکیشن ریکروٹمنٹ رولز 1987 ترمیم شدہ 05-04-1989 کے مطابق سبجیکٹ سپیشلسٹ بھرتی کرنے کے لئے اہلیت کا معیار ایم اے / ایم ایس سی (سیکنڈ ڈویژن) اور بی ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) مقرر ہے جبکہ کالج سائیڈ پر لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے بی ایڈ پاس کرنے کی شرط موجود نہ ہے۔

(د) جی ہاں! اس کے لئے تنخواہ کے علاوہ انہیں کوئی incentive نہیں دیا جاتا چونکہ اساتذہ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سکول و کالجز میں کھیلی جانے والی مختلف گیمز کے انچارج بھی ہوتے ہیں۔ ان اساتذہ کے علاوہ دوسرے اساتذہ بھی کھیلوں کے انچارج ہوتے ہیں۔

(ہ) ایم اے (فزیکل ایجوکیشن) (سیکنڈ ڈویژن) مع بی ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل ڈی پی ایز کو بی ایس 17 (پرسنل) دیا گیا۔ بمطابق نوٹیفکیشن مورخہ 28-12-2006 انہیں گریڈ 17 ریگولر دیکر سبجیکٹ سپیشلسٹ قرار دے دیا گیا ہے۔ مورخہ 10-09-1991 سے کالجوں میں تعینات ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن جو کہ ایم اے (فزیکل ایجوکیشن) کی تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں ان کی پوسٹ کو upgrade کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (الف) میں جو سوال کیا گیا تھا 3-جولائی 2008 کو میرا یہی سوال نمبر 14 ایوان میں پیش ہوا تھا اور یہ پوچھا گیا تھا کہ 1987 میں گورنمنٹ نے Director Physical Education(DPEs) بھرتی کئے تھے جن کی تعیناتی 1987 اور 1991 میں ہوئی تھی۔ کچھ کی تعیناتی کالجز میں کر دی گئی تھی اور کچھ کی سکولز میں کر دی گئی تھی۔ اب جن کی تعیناتی گورنمنٹ نے کالجز میں کی ان کو ان کے ٹائم کے مطابق upgrade کر دیا گیا اور جن کی تعیناتی سکولز میں کی گئی ان کی دس سال تک upgradation نہیں کی گئی۔ میرا منسٹر صاحب سے یہی سوال ہے کہ ان کے ساتھ

یہ discrimination کیوں کی گئی جبکہ ان کی same qualification تھی، same add تھے، گریڈ بھی same تھے اس کے بعد promotion کے سلسلے میں ان سے یہ discrimination کیوں کی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس میں فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹرز کرنے والے حضرات جو کالج سائیڈ پر ہوتے ہیں ان کی لیکچرار کی پوسٹنگ ہوتی ہے اور جو سکول سائیڈ پر جاتے ہیں وہ DPEs کہلاتے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ سکول اور کالج سائیڈ کے different criteria's ہوتے ہیں اس کو سوال کے اگلے حصے میں explain کیا گیا ہے۔ اس میں School Wing and College Wing کے الگ الگ Recruitment Rules موجود ہیں اگر یہ کہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آج آپ انہیں سکولز کے بارے میں بتائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے یہی سوال کیا ہے کہ کالج سائیڈ والوں کو promotion مل گئی اور سکول سائیڈ والوں کو نہیں ملی۔ انہوں نے جو سپلیمنٹری سوال کیا ہے اُسے جز (ج) میں explain کیا گیا ہے۔ School Wing and College Wing کے الگ الگ Recruitment Rules موجود ہیں جن کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں کی جاتی ہیں۔ Punjab Schools Education Recruitment Rules 1987 ترمیم شدہ 05-04-1989 کے مطابق Subject Specialists بھرتی کرنے کے لئے اہلیت کا معیار ایم اے، ایم ایس سی سیکنڈ ڈویژن اور بی ایڈ سیکنڈ ڈویژن مقرر ہے جبکہ کالج سائیڈ پر لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے بی ایڈ پاس کرنے کی شرط موجود نہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہ بھرتی ہو کر ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں آتے ہیں کالج سائیڈ پر بھی اور سکول سائیڈ پر بھی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ان کا اشتہار دیکھیں تو وہ same ہے اس میں بھرتی کرنے کے criteria میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ اس میں جو add دیا گیا ہے اس میں یہ mention نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ جن کو بھرتی کر رہی ہے اگر وہ سکول سائیڈ پر جائیں گے تو ان کی upgradation نہیں ہو گی اور جو کالج سائیڈ پر جائیں گے تو upgradation ہو گی اور نہ ہی اس add میں

کسی قسم کی کوئی اور چیز mention کی گئی تھی۔ میری اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس معاملے کو ذرا خود دیکھ لیں اگر یہ اپنے افسران پر اس کو نہیں رکھیں گے تو ان کو بھی بہتر سمجھ آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات سُن لی ہے۔ اب آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ کے کانوں تک bell پہنچتی ہے یا نہیں پہنچتی۔ جب bell بجتی ہے تو ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ بہت مہربانی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو Subject Specialists ہیں انہیں 2006-12-28 کو گریڈ 17 میں regularize کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سپیکر کی مرضی کے خلاف بول رہے ہیں؟ جب میں نے آپ کو کہہ دیا ہے، ایک بات آپ تک پہنچ گئی ہے۔ بہت مہربانی۔ اب اگلا سوال بھی محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز رکن نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 325 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کیا کیا جائے؟

شیخ علاؤ الدین: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا مختلف کلاسوں کی کتابوں و سلیبس کی تیاری میں کردار

*325: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کون کون سی جماعت کے لئے کتابیں تیار کرواتا ہے ہر کلاس کے مطابق تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب ٹیکس بک بورڈ کتنے سال کے بعد سلیبس کو دوبارہ مرتب کرتا ہے؟

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی کلاسوں کے لئے آخری مرتبہ سلیبس میں کب اور کیا ردوبدل کیا، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں ریسرچ کے لئے کوئی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس ڈیپارٹمنٹ کے عملے کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا صوبہ پنجاب میں پڑھائی جانے والی پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں دنیا کے دوسرے ممالک کے اسی سٹینڈرڈ لیول یا جماعت کے معیار کے مطابق ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور وفاقی وزارت تعلیم، پاکستان شعبہ نصاب کے منظور کردہ قومی نصابات کی روشنی میں درسی کتب تیار کر کے پہلی سے بارہویں جماعت تک کے طلباء وطالبات کے لئے شائع کرتا ہے۔

کلاس اول:	پرائمرز، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس دوم:	انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس سوم:	قرآنی قاعدہ، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس چہارم تا پنجم:	اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس، معاشرتی علوم
کلاس ششم تا ہشتم:	اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس، معاشرتی علوم، عربی آرٹ اینڈ ڈرائنگ، ہوم اکنامکس، اطلاقی برقیات، چوب کاری، دھات کاری، زرعی تعلیم، فارسی، پنجابی
کلاس نہم تا دہم:	انگلش، اردو، اسلامیات، حساب، کیمسٹری، فزکس، بیالوجی، کمپیوٹر سائنس، مطالعہ پاکستان، ہوم اکنامکس، سوکس، ماحولیاتی تعلیم، زرعی تعلیم، آرٹ، جیومیٹریکل اینڈ ٹیکنیکل ڈرائنگ، تاریخ، جغرافیہ، انگلش کمپوزیشن اینڈ گرائمر، اردو قواعد وانشاء، بزنس میتھڈز، اخلاقیات، سیکریٹریل پریکٹیسز، اسلامیات اختیاری، المطالعۃ العربیہ، ایجوکیشن، ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن، معاشیات، پنجابی، فارسی

کلاس گیارہویں تا بارہویں: اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، بیالوجی، کیمسٹری، فزکس، کمپیوٹر سائنس، مطالعہ پاکستان، حدیقۃ الادب عربی، ہوم اکنامکس، فارسی، پنجابی، اسلامیات اختیاری، نفسیات، سوکس، فلسفہ، ہسٹری، جغرافیہ، ایجوکیشن، ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن، منطق، معاشیات، شماریات

(ب) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب کی ہدایات کی روشنی میں جب اور جس مضمون میں نصاب تبدیل کیا جائے، کتب تیار کر کے طلبہ کو فراہم کرتا ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی موجودہ لازمی کتب اور سائنس کی اختیاری کتب بالترتیب نصاب 2002 اور نصاب 2000 کی روشنی میں تیار کردہ ہیں۔ تاہم کلاس اول کی تمام کتب وفاقی وزارت تعلیم کے تیار کردہ ٹیکسٹ بک لرننگ مٹیریل پالیسی 2007 کے تحت نئے نصاب 2006 کے مطابق تیار کردہ ہیں۔ ان کے علاوہ کلاس ششم کی کمپیوٹر ایجوکیشن اور کلاس نہم کی بیالوجی کی کتابیں بھی نصاب 2006 کے مطابق تیار کی گئی ہیں۔

(ج) پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی درسی کتب وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب کے منظور کردہ نصابات 2000 اور 2002 کی روشنی میں تیار کردہ ہیں۔ یہ کتب لازمی مضامین، آرٹس اور سائنس کے اختیاری مضامین پر مشتمل ہیں۔ ہر سال کتب کا جائزہ لینے کے بعد feedback کی روشنی میں کتب کی upgradation کی جاتی ہے۔

(د) اکتوبر 2002 میں پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملحقہ محکمہ مرکز تحقیق و ترقی نصاب (CRDC) کو پنجاب ٹیکسٹ بورڈ میں ضم کیا گیا۔ CRDC کا بنیادی کام نصاب سازی کے ساتھ ساتھ تعلیمی تحقیق تھا۔ اس وقت شعبہ میں متعین موجودہ عملے کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ کتب وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) کی طرف سے منظور شدہ ہیں متعلقہ شعبہ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ درسی کتب موجودہ عالمی معیار اور جدید تحقیق کے مطابق ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کتابیں خود شائع کرتا ہے۔ میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ کیا یہ پرائیویٹ پرنٹرز سے چھپوائی جا رہی ہیں اور اگر پرائیویٹ پرنٹرز سے چھپوائی جا رہی ہیں جیسا کہ میرے علم میں ہے تو ان کو کس بنیاد پر contract award کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: بتائیں کہ contract کیسے award کرتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کون سے جز میں سے ضمنی سوال کیا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: (الف) جز میں دیکھئے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ویسے میں بتا دیتا ہوں کہ ہمارے جو پرائیویٹ پبلشرز ہوتے ہیں ان کو printing کے contract award کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ printing کے جو contract ہوتے ہیں ان کے tender call کئے جاتے ہیں اور اس میں جو bidding ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یعنی آپ اس کا مکمل procedure adopt کرتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب! اس کا ایک مکمل procedure ہوتا ہے اور اس کے مطابق contract دیئے جاتے ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب والا! میں وزیر موصوف سے جو بات پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور جہاں تک procedure کا تعلق ہے وہ مجھے بھی پتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں جیسے آپ بھی سمجھ رہے ہیں کہ یہ جس طریقے سے contract award ہوتا ہے اس کے لئے کوئی کمیٹی ہے اگر تو purchase manual کے تحت یہ lowest bid پر جاتے ہیں کیونکہ میرے علم میں ہے کہ یہ contract جس طرح سے دیئے جاتے ہیں یا نوازا جاتا ہے پچھلے دور میں بھی نوازا جاتا رہا ہے اور ان کتابوں کی بعد میں duplicate بھی چھپتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کتابوں کی جو publication ہے یا اس کی جو printing ہے محکمہ ٹیکسٹ بک بورڈ خود کیوں نہیں کرتا جبکہ اس کے پاس اتنا وسیع فنڈ بھی موجود ہے؟

جناب سپیکر: محکمہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے پاس خود اس کے انتظامات ہیں وہ خود printing کیوں نہیں کرتا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب سے ہم نے پنجاب کے سکولوں میں مفت کتابیں مہیا کرنی شروع کی ہیں آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس مد میں اس سال بھی ایک ارب روپیہ کتابوں کی printing کے لئے مختص کیا گیا ہے اور میں یہاں پر پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ باقی تینوں صوبوں کے مقابلے میں ہمارا جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ہے اس کا جو نظام وضع کیا گیا ہے وہ انتہائی شفاف ہے اور اس میں ہمارے foreign donors خود بھی اس چیز کو چیک کر رہے ہیں۔ ہم جو free books provide کرتے ہیں اس میں فنڈز foreign donors provide کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ بات اب مان لی ہے کہ ایک ارب روپیہ اس مد میں جا رہا ہے۔ میرے خیال میں اگر 25 فیصد بھی اس میں منافع لیا جارہا ہے تو اس طرح 25 کروڑ تو بچ سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ دوسرے صوبے یہ کر رہے ہیں، میں کہتا ہوں کہ دوسرے صوبے تو بہت کچھ کر رہے ہیں سوال یہ ہے کہ ہم کہاں saving کر سکتے ہیں ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اس کو private printers سے نکال دیا جائے تو یہ saving ہو سکتی ہے۔ ایک سال کے اندر یہ printing machinery free مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ ان کے ساتھ علیحدہ میٹنگ کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز رکن شیخ صاحب فرمارہے ہیں میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اور ہمارا ادارہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ جس کے چیئرمین بھی ہیں اور اس کے علاوہ پورا بورڈ بنا ہوا ہے اور جو بھی یہ feedback دیں گے میں ان کو دے دوں گا۔ یہ ادارہ محکمہ تعلیم کے ماتحت ہی کام کرتا ہے لیکن وہ ایک autonomous ادارہ ہے ۔ میں ان کی تجاویز feedback کروں گا تاکہ وہ اس کو بہتر کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا شکریہ۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ سمجھ گئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میرا ایک انتہائی اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔No supplementary on this

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ .No supplementary on thisاب آگے چلیں۔ اگلا سوال چودھری محمد طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: سوال نمبر862اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دو گیج لاہور کینٹ کی عمارت کی تعمیر

*862: چودھری محمد طارق گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دو گیج لاہور کینٹ کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہوئی، اس کے تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس عمارت کی مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) آج تک موقع پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنی رقم سرکاری خزانہ سے ٹھیکیدار کو ادا کی گئی ہے؟

(د) اگر مقررہ مدت گزر چکی ہے تو پھر عمارت کی تعمیر مقررہ مدت میں مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس سکول کی عمارت جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دو گیج (dogatch)لاہور کینٹ کی تعمیر ستمبر 2007 میں شروع ہوئی اس کا تخمینہ لاگت مبلغ75لاکھ روپے ہے۔

(ب) عمارت کی مدت تکمیل مارچ2008کو مکمل ہونا تھی لیکن ابھی تک زیر تعمیر ہے۔

(ج) سکول ہذا کی عمارت میں تین کمرے گراؤنڈ فلور پر اور ایک ہیڈ مسٹریس کا دفتر اورfirst فلور پر دو کمرے second فلور پر بھی دو کمرے اور تین برآمدوں پر مشتمل ہے۔ ان کا صرف ڈھانچہ تیار ہوا ہے اور2010۔04۔30 تک۔/6066000روپے صرف ٹھیکیدار کو ادا کئے جا چکے ہیں۔

(د) یہ سکیم دیر سے منظور ہوئی اور دیر سے شروع ہوئی اس وقتADP 10۔2009 میں ongoing جو جون2010تک مکمل ہو جائے گی۔

(ہ) جز(د) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد طارق گجر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر سکول صاحب نے جو جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ اس کا ایک گراؤنڈ، ایک فرسٹ فلور اور دوسرا سیکنڈ فلور ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ یہاں پر صرف گراؤنڈ اور فرسٹ فلور ہے سیکنڈ فلور تو اس میں شامل ہی نہیں ہے دوسرا انہوں نے کہا تھا کہ جون2010تک یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔ میں وزیر سکولز ایجوکیشن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ سکیم مکمل ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو اس ٹھیکیدار کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے اس عمارت کے بننے میں تاخیر ہوئی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے جو rules ہیں اس کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ ویسے جو انہوں نے فرمایا ہے میرے خیال میں ادھر printing error آیا ہوا ہے۔ اس کی بلڈنگ میرے خیال میں ایسی ہی ہے جیسا کہ معزز رکن نے فرمایا ہے۔ جہاں تک ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے ہم نے اس کو last notice دیا تھا کیونکہ اس نے درمیان میں کام چھوڑ دیا تھا اور اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی بنائی گئی تھی اس کے بعد ایک فائنل نوٹس28-5-2010کو دیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ہم rules کے مطابق آپ کے خلاف کارروائی کریں گے ۔ ہمارے preceding rules ہیں under clause 60 and 61 of the contract agreement اس کے بعد اسی contractor نے دوبارہ سے وہاں پر کام شروع کر دیا ہے اور اس نے

ہمیں یہ پوری assurance دی ہے کہ اگلے تین ماہ کے اندر سکول کا کام مکمل ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ ان چھٹیوں کے درمیان وہ کام مکمل ہو جائے گا۔ چھٹیوں کے بعد بچے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر پڑھائی کریں گے۔

چودھری محمد طارق گجر: آپ کو محکمے نے غلط جواب دیا ہے ابھی تک وہاں پر کام شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ہے اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ چھٹیوں کے دوران ہی یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اب اس سوال کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: On her behalf سوال نمبر 1042 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ٹاؤن شپ لاہور میں پرائمری سکول کی منتقلی

*1042: **ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلاک نمبر 15 ٹاؤن شپ لاہور میں قائم پرائمری سکول دو کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا حکومت مقامی آبادی کے پر زور مطالبہ پر مین مارکیٹ ٹاؤن شپ کے ہائی سکول میں بلاک نمبر 13 کے ہائی سکول کو ضم کر کے اس کی بلڈنگ میں مذکورہ بالا پرائمری سکول کو منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ گورنمنٹ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول 1-B-15/161 ٹاؤن شپ لاہور کی بلڈنگ تین کمروں اور دو برآمدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک کمرہ ہیڈ مسٹریس کے دفتر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا اس میں بھی نرسری جماعت کا گروپ۔1 زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہا ہے۔

(ب) نہیں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ چونکہ اس علاقے میں کوئی نزدیکی پرائمری سکول نہ ہے اس لئے علاقے کے کم عمر بچوں کے لئے اس سکول کا وجود ضروری ہے۔ محکمہ تعلیم اس سکول کو کسی ہائی سکول میں ضم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے گورنمنٹ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول ٹاؤن شپ لاہور کی بلڈنگ تین کمروں اور دو برآمدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک کمرہ ہیڈ مسٹریس کے دفتر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ اس میں گروپ ون زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہا ہے۔ دوسرے جز کے جواب میں بھی یہ لکھا ہے کہ نہیں، ضم کئے جانے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پرائمری سکول جیسا کہ جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس علاقے کے کم عمر بچوں کے لئے اس علاقے میں سکول کا وجود بہت ضروری ہے۔ اگر یہ بہت ضروری ہے تو کیا ایک پرائمری سکول کو بھی پانچ کمروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ صرف دو کمروں پر مشتمل ایک پرائمری سکول کیسے چلایا جا سکتا ہے، کیا محکمہ اس پرائمری سکول کی عمارت میں مزید تین کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کیا اگر اس سکول کو اگر قائم رکھنا ہے تو ان بچوں کو مزید facilitate کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: بہت لمبا سوال ہو گیا بات بہت چھوٹی سی تھی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو سکول ہے اس کے متعلق جواب میں پرنٹ ہوا ہے کہ ہمارے پاس تقریباً اڑھائی مرلہ جگہ ہے اور یہ تقریباً تیس سال پرانا سکول ہے اور پرائمری سکول ہے اور وہاں کے جو رہنے والے ہیں ان کی پرزور سفاش ہے کہ سکول کو وہاں سے شفٹ نہ کیا جائے کیونکہ ہم اس سکول کو ایک قریبی سکول میں merge بھی کرنا چاہتے تھے مگر وہاں کے لوگوں کی خواہش ہے کہ بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہوں اسی لئے وہاں پر ابھی تک سکول چل رہا ہے۔

ایک کمرہ جو انہوں نے فرمایا ہے اور ہم نے جواب میں بھی بتایا ہے کہ اس کو ہم نے نرسری میں شفٹ کیا ہے اور لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت کیا ہے۔ وہاں پر ہماری سکول کونسل بھی بنی ہوئی ہے اور معززین علاقہ نے یہ سکول تعمیر کر کے دیا تھا۔ صرف اڑھائی مرلہ جگہ ہے اس میں تعمیر کی مزید گنجائش نہیں ہے۔ اس کے لئے پھر یہی ہے کہ ہم availability of land دیکھیں گے اور اگر وہاں پر availability of land ہو جاتی ہے یا اگر ہم اس کے اوپر ایک اور story بنا سکتے ہیں تو ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: اس کے اوپر آپ بھی تھوڑا سا خرچ کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ہمارے پاس فنڈز موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے آپ کو تھوڑا سا خرچ کرنا چاہیئے۔ بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں میں تقریر نہیں سنوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں تقریر نہیں کروں گا ضمنی سوال ہی کروں گا لیکن مجھے مقام کو تو واضح کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں سوال ہی کروں گا لیکن مجھے ایک site کو، ایک مقام کو تو واضح کرنے دیں۔میرے حلقے میں ایک ایسا مقام ہے جہاں جنوبی پنجاب سے بھی زیادہ پسماندگی ہے۔میرے حلقے میں ایک درجن ایسی جگہیں ہیں جہاں پرائمری سکول کا وجود ہی نہیں ہے۔میرے حلقہ پی پی۔90 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا یہ ضمنی سوال ہے؟ اس کا موجودہ سوال سے کیا تعلق ہے؟ Is it a supplementary question? آپ علاقے کے نمائندے ہیں آپ کو اپنے طور پر اس کی تجویز دینی چاہیئے۔ آپ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کا نمائندہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ آپ یہاں پر اپنی تجویز دیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب! ذرا ہتھ ہولا رکھیں۔

جناب سپیکر: وہ آج کے نہیں بلکہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہ اس سوال پر اپنا ضمنی سوال کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1262 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں تعلیم کے فروغ کے لئے وظیفہ دینے کا مسئلہ

*1262: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 سے 2007 تک صوبہ پنجاب کے مخصوص اضلاع میں سکول کے بچوں کو -/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 تا 2007 ان اضلاع میں اس سکیم کی وجہ سے تعلیم کے حصول کے لئے بچوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت تعلیم کے فروغ کے لئے اس سکیم کا اجراء پورے پنجاب میں کرنا چاہتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کیوں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکیم کو کامیاب کرنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب نے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع میں سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم ششم سے دہم جماعت کی طالبات کو کم از کم 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر -/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ ان اضلاع میں بہاولپور، بہاولنگر، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، قصور، خانیوال، لیہ، لودھراں، مظفر گڑھ، اوکاڑہ، پاکپتن، راجن پور، رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ فیز-I کے تحت سال 2005 تک کم شرح خواندگی والے ان 15 اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر -/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا ہے۔ اس سرگرمی کے آغاز میں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والی بچیوں کی تعداد 175,670 تھی جو فیز I کے اختتام تک (59.9 فیصد اضافے کے ساتھ) بڑھ کر 280820 ہو گئی، وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سرگرمی کا دائرہ مذکورہ 15 اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اب اس وقت تقریباً 406,234 طالبات اس سہولت سے مستفید ہو رہی ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب کے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع کے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر وظائف کی تقسیم کا منصوبہ کامیابی سے جاری ہے۔ تاہم اس سکیم کا دائرہ دیگر اضلاع تک بڑھانے کا فیصلہ وظائف سکیم کے فوائد حکومت کے معاشی وسائل اور دستیاب فنڈز کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

(د) موجودہ حکومت کی طرف سے ایسا کوئی عندیہ نہیں دیا گیا کہ وہ وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) تعلیم کی ترویج و ترقی حکومت پنجاب کی ترجیحات میں شامل ہے اور حکومت وظیفہ سکیم کو کامیاب کرنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مسلسل کوشاں ہے یہ ایک متواتر عمل ہے جس پر حکومت عمل پیرا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) پر میرا ضمنی سوال ہے۔ میں نے آج سے دو سال پہلے 2008 میں یہ سوال کیا تھا اور آج 2010 ہے جبکہ حکومت کی اس میں دلچسپی بھی ہے کہ وہ وظائف بڑھائے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس دو سال کے عرصے میں اس سکیم کو دیگر اضلاع تک کیوں نہیں بڑھایا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سکیم low literacy Districts کے لئے start کی گئی تھی۔ یہ 15 اضلاع میں شروع کی گئی تھی مگر چنیوٹ ضلع بننے سے اب یہ 16 اضلاع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے بزرگ بیٹھے ہیں انہوں نے نشاندہی کی ہے لہذا ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: چنیوٹ کے ساتھ شامل نہیں کرنا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ان اضلاع کے figures جواب کے جز (ب) میں دیئے ہیں اب میں انہیں repeat نہیں کروں گا۔ اس سکیم سے ہماری بچیوں کے سکول جانے کی شرح میں 59.9 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اب اس وقت یہ سکیم 16 اضلاع میں چل رہی ہے۔ بچوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے automatically ان اضلاع میں ہماری funding بہت زیادہ increase کر گئی ہے اور ان اضلاع میں اس مد میں تقریباً ایک ارب روپیہ جا رہا ہے۔ ان کے علاوہ باقی اضلاع کو اس سکیم میں لانے کا ارادہ ضرور رکھتے ہیں مگر ہم اپنے مالی وسائل کو دیکھتے ہوئے کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ میری سفارش مانیں اور اس سکیم میں ٹوبہ ٹیک سنگھ ضرور شامل کیا جائے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ طلعت یعقوب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے On her behalf آ چکے ہیں۔

پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1306: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کے لئے کون سی دستاویزات کی ضرورت ہوتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) حلقہ پی پی-156 لاہور میں اس وقت رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد کتنی ہے نام اور جگہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) رجسٹریشن کے لئے کون سے دفتر میں درخواست جمع کروانی پڑتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1- رجسٹریشن بک تین عدد
2- ملکیت نامہ
3- بلڈنگ فٹنس سرٹیفکیٹ
4- پراسپیکٹس
5- حفظان صحت سرٹیفکیٹ
6- نقشہ بلڈنگ
7- رجسٹریشن فیس پانچ سالہ، حصہ مڈل -/7500 روپے حصہ ہائی -/12000 روپے
8- ٹیچرز کی اسناد وغیرہ
9- سکول کے داخلہ فارم

10- بیان حلفی

(ب) ٹوٹل 30 ہے۔ لسٹ ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

(ج) رجسٹریشن کے لئے درخواست ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ 9-ہال روڈ لاہور میں جمع کروانا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا پرائیویٹ سکولز گورنمنٹ کی requirement پر پورا اترتے ہیں، ان کو NOC کون دیتا ہے، کیا ان کی تمام چیزیں دیکھ کر انہیں NOC دیا جاتا ہے، وہاں پر جو ٹیچر رکھے جاتے ہیں ان کی qualification کتنی ہوتی ہے اور ان کا معیار کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! NOC ای ڈی او ایجوکیشن کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے اور اس کا ایک پورا criteria ہے جس میں پرائمری اور ایلیمنٹری سکول کی رجسٹریشن فیس پانچ ہزار روپے ہے، انسپکشن فیس سالانہ -/500 روپے ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ نے سب سے important چیز qualification کے بارے میں پوچھی ہے۔ آپ وہ بات کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اسے تھوڑا سا explain کر کے اس پر آ جاتا ہوں۔ اسی طرح ہائی سکولز کے لئے rented building پر ہم پانچ سال کا NOC دیتے ہیں اور ذاتی ملکیت کی بلڈنگ ہو تو اس کے لئے دس سال کا NOC دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہائی سکولز کا ریٹ 12 ہزار روپے ہے اور اس کے لئے بھی پانچ اور دس سال کا same criteria ہے۔ محترمہ نے جو qualification کے حوالے سے سوال کیا ہے اس سلسلے میں پرائمری سکول کے لئے minimum criteria یہ ہے کہ ان کے پاس پانچ ٹیچرز ہونے چاہئیں ان کی qualification ایف اے ، پی ٹی سی اور سی ٹی ہونی چاہئے۔ مڈل سکول کی لئے ٹیچرز کی کم از کم تعداد آٹھ ہونی چاہئے اور اس کا جو ہیڈ ٹیچر ہو گا جو اس سکول کا پرنسل، ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس کی minimum qualification بی اے، بی ایڈ یا بی

ایس سی بی ایڈ ہونی چاہئے۔ اسی طرح جو پرائیویٹ ہائی سکولز ہیں ان میں ٹیچرز کی کم از کم تعداد دس ہونی چاہئے اور اس میں ہیڈ ٹیچر کی minimum qualification بی اے، بی ایس سی بی ایڈ ہونی چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ ذاتی ملکیت ہو تب ہی NOC ملتا ہے لیکن جو لوگ بلڈنگ کرائے پر لے کر سکول بنا لیتے ہیں کیا ان کو NOC دیا جاتا ہے، اکثر ایسے پرائیویٹ سکول ہیں جو کرائے کے گھر لے کر بنائے گئے ہیں اور فیسیں بھی دُگنا لی جاتی ہیں لہذا منسٹر صاحب اس کا جواب بتا دیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس سوال کے لئے تھوڑا سا ٹائم بڑھا دیں چونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ماشاءاللہ منسٹر صاحب بہت قابل ہیں آپ نے جواب دیکھا ہے کہ جیسے ہاکی کے کسی میچ کو ختم نہ کرنا ہو تو لمبی ہٹیں ماری جاتی ہیں۔ انہوں نے اتنا لمبا جواب دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس کے لئے صرف تین منٹ بڑھا دیں میں نے صرف ایک سوال کرنا ہے۔ جناب کی مہربانی ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے لہذا اس پر debate ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس پر debate ہونی چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جی، اس پر debate ہونی چاہئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اسے حل کرنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے آپ دونوں معزز ممبران ایک ایک ضمنی سوال کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پھر ہمیں بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ شاہ صاحب! کچھ بات سمجھا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اس طرح بیٹھے بیٹھے بولا نہ کریں۔ یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ پھر میں آپ سے اپنی سیٹ پر بیٹھنے کا بھی مطالبہ کروں گا۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اس سوال پر ٹائم بڑھایا ہے۔ جو پرائیویٹ سکولز ایجوکیشن انڈسٹری میں لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلے میں میرے سوال کے تین چار جز ہیں، پرائیویٹ سکولز کا سلیبس کون approve کرتا ہے، ان کی فیسیں کون determine کرتا ہے؟ ایک سکول تو proper سکول کے نام پر چلتا ہے لیکن جو میڈیکل کالجز اور انجینئرنگ کالجز کے انٹری ٹیسٹ ہوتے ہیں ان کی تیاری کے لئے جو صبح اور شام کی بے شمار اکیڈمیاں کھلی ہیں ان کی approval کا کیا طریق کار ہے اور میں یہ بھی request کروں گا کہ اس میں جو education for all کی پالیسی ہے، وزیر موصوف یہ بھی بتائیں کہ کیا ایک عام شہری کا بچہ ان پرائیویٹ سکولوں میں داخلہ کیسے لے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے بہت سارے اکٹھے سوالات کئے ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ fresh question بنتا ہے لہذا یہ اس پر fresh question کریں تو میں بالکل انہیں تمام جوابات دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ تو سیدھی بات کر رہے ہیں۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ان کا سلیبس کون بناتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سلیبس اور curriculum میں فرق ہے ۔میں انہیں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا انہوں نے بات کی ہے اب بات لمبی ہو جائے گی۔ سلیبس وہ ہوتا ہے جو سکول میں پڑھایا جاتا ہے کہ ہم نے ایک سال کے اندر curriculum کو کس طرح ختم کرانا ہے اسے سلیبس کہا جاتا ہے اور curriculum جسے نصاب کہتے ہیں وہ اس وقت ہمارے پرائیویٹ سیکٹر میں مختلف نصاب چل رہے ہیں اور ہم نے uniform education policy لانے کی خاطر گریڈ 5 پرائمری کا بورڈ کا امتحان شروع کرایا ہے اور اسی طرح گریڈ 8 مڈل کا امتحان بھی شروع کروایا ہے ۔ ہم نے ایک minimum criteria بنایا ہے تاکہ اگر پرائیویٹ سکولوں کے بچے وہ امتحان پاس کر لیتے ہیں تو حکومت کا وہ ایک minimum criteria ہے کہ جو بچے یہ امتحان پاس کر لیتے ہیں وہ ہماری universal education کے برابر آجائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک سوال کروں گا۔ محترم منسٹر صاحب خود ان سکولوں میں Chief Guest ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ایک ایک بچے سے 35/35 ہزار روپے مہینہ فیس لی جارہی ہے، اسی طرح ایک بچے سے 15 ہزار روپے سمر کیمپ کی فیس لی جارہی ہے۔ یہ پرائیویٹ سکول ظلم کر رہے ہیں، یہ اس وقت un-taxed money کے انبار لگا رہے ہیں۔ اتنا بڑا business اس وقت کوئی اور نہیں ہے۔ وزیر صاحب کو پتا ہے کہ ایک بچہ جو کہ نرسری یا Prep کا ہے وہ 35 ہزار روپے مہینہ دے رہا ہے۔ اگر ایک آدمی مہنگی سبزی فروخت کرتا ہوا پکڑا جائے تو اس کو اندر کر دیا جاتا ہے جبکہ یہ 35 ہزار روپے فی بچہ لے رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں خود اتنی فیس دے رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: یہ دیکھیں، گوندل صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ خود دے رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب! بڑے قابل اور معزز رکن ہیں۔ یہ مجھے کہہ رہے تھے کہ منسٹر صاحب ہاکی کی hits لگاتے ہیں جبکہ یہ خود سوال کو لمبا کھینچتے چلے جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اس کے لئے ایک Regulatory Body constitute کی ہے۔ اس میں تجاویز آ گئی ہوئی ہیں۔ ہم عنقریب اس حوالے سے اسمبلی میں قانون سازی کریں گے۔ میں اپنے معزز ممبران سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر جتنا expand کر گیا ہے اس حوالے سے کوئی لازمی طور پر قانون سازی ہونی چاہئے۔ اس وقت ہم 1984 کے Act کے مطابق پرائیوٹ سیکٹر کو deal کر رہے ہیں۔ پہلے پرائیویٹ سیکٹر کا size بہت کم تھا جبکہ ہمارا public sector بہت بڑا تھا مگر اب پرائیویٹ سیکٹر بہت huge ہو گیا ہے، اس کا size بہت بڑھ گیا ہے تو ہم اس کے لئے ایک proper legislation لا رہے ہیں۔ ان کی فیسوں اور curriculum کے حوالے سے جلد ہی اسمبلی میں قانون سازی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک بات عرض کروں گا۔ یہ پرائیویٹ سکول کبھی کنٹرول نہیں ہوں گے۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں، چونکہ یہ سکول انتہائی بااثر لوگوں کے ہیں اس لئے یہ کبھی کنٹرول نہیں ہوں گے۔ آپ صرف ایک مہربانی کر دیں، میں یہ چاہتا ہوں اور پورے ہاؤس کی بھی sense لے لیں کہ ان سکولوں کو پابند کیا جائے کہ یہ بغیر فیس کے 25 فیصد بچے low income group کے لیں اور اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ لازمی طور پر 25 فیصد بچے low income group سے لئے جائیں گے۔ ان کی فیسوں کو تو کسی صورت کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان) بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کل جب میں نے اپنی معروضات پیش کی تھیں تو ایک irregular procedure adopt کیا گیا تھا۔ میں نے اپنی ایک قرار داد پیش کرنے کے لئے rules relax کرنے کی گزارش کی تو اُس وقت question put کئے بغیر ہی ہاؤس کی sense لینے کے لئے کہہ دیا گیا۔ وزیر قانون صاحب نے کہہ دیا کہ ہاؤس کی sense لے لی جائے اور پھر question put کئے بغیر ہی ایسا کیا گیا۔ اس کام کے لئے ایک procedure ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ majority حزب اقتدار کے پاس ہے لیکن ہر چیز کا ایک procedure ہوتا ہے اگر procedural matters بھی اسی طرح سے take up ہونا شروع ہو گئے تو پھر یہ مناسب نہیں ہو گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ media کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ان کی demand صرف یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ یہاں ہاؤس میں آ کر اپنا مؤقف بیان کریں اور معافی مانگیں۔ (قطع کلامیاں)

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے No. No. کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب! یہ وقفہ سوالات ہے۔ This is question hour. اب آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!اس کی وجہ سے سارے پاکستان کا imageتباہ ہو رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔خاموشی اختیار کریں۔مجھے بات کرنے دیں۔چودھری صاحب! میری بات سنیں۔دیکھیں، میری بات سنیں۔چودھری صاحب!میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ نے خود ہی مل بیٹھ کر کچھ اصول طے کئے ہیں لہذا ان پر آپ کو بھی کاربند ہونا چاہئے۔آپ قائد حزب اختلاف ہیں اس لئے آپ کی طرف سے ایسی بات کرنا مناسب نہیں لگتا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!کل procedureکو adoptنہیں کیا گیا میں تو اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔وزیر اعلیٰ اور قائد حزب اختلاف پر یہ چیز applyنہیں کرتی کہ وہ وقفہ سوالات میں کوئی چیز point outنہیں کر سکتے۔وزیر اعلیٰ یا قائد حزب اختلاف کوئی چیز point outکرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں، کیا وزیر اعلیٰ صاحب بات نہیں کرتے ؟

جناب سپیکر:چودھری صاحب!آپ وقفہ سوالات کے بعد ضرور بات کر لیجئے گا۔question hour کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔حضرت!وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں proper procedureکے تحتvote outکیا جائے۔کل proper procedure adoptنہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کو دوبارہ moveکرنا چاہتے ہیں، اب آپ اس کو دوبارہ کیسے دہرانا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہاؤس میں آئیں اور mediaکے بارے میں اپنا مؤقف بیان کریں۔وہ داتا دربار کے حوالے سے بھی اپنا مؤقف بیان کریں۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!question hourختم ہونے دیں، میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔میں آپ کی بات غور سے سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تو آپ اپنا question hour جاری رکھیں ہم اس وقت تک walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران ہاؤس سے walkout کر گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایسا نہ کریں، آپ walkout نہ کریں۔ محترم چودھری صاحب! ہم آپ سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس میں واپس تشریف لے آئیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یہاں پر ایک منٹ کے لئے آئے ہیں اور ایک بات کر کے وہ واپس چلے گئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرنی چاہوں گا اور اس معزز ایوان کو اس معاملے سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ کل جو یہاں پر بات ہوئی اور جس کی اس معزز ایوان نے تائید کی ہے، اسی بات کے پیش نظر صحافیوں کے نمائندوں سے بات چیت ہو رہی ہے۔ اس مقصد کے لئے کہ کشیدگی کی جو یہ فضا قائم ہوئی ہے اس کو resolve کیا جائے اور اس ملک میں جمہوریت، rule of law اور آئینی و جمہوری روایات کا تحفظ کیا جائے۔ Media کے ساتھ ہماری بات چیت اس وقت بھی ہو رہی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے، Media اور ہمارے صحافی بھائی ہمارے ساتھ دور آمریت میں جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ یہ ہمارا بھائیوں کا مسئلہ ہے۔ اگر آج سے چار دن پہلے انہیں ہماری کسی بات سے تکلیف پہنچی ہے اور اس سے پہلے اگر ہمیں کسی بات پر ناراضگی ہوئی ہے یا کوئی بات کشیدگی میں گئی ہے تو اس کشیدگی کو ہم نے ہی resolve کرنا ہے۔ آنے والے دنوں میں بھی میڈیا اور صحافیوں کے ساتھ ہماری کوئی تلخی یا کشیدگی والی بات ہو سکتی ہے لیکن جب بھی یہ بات ہو گی، وہ ہمارے بھائی ہیں، ہم ایک ہی قافلے اور جمہوریت کے ساتھی ہیں تو یہ تلخی اور کشیدگی ہمارے درمیان ہی طے ہو گی۔ آمریت کے ان گماشتوں کو اس معاملے کو خراب کرنے کی قطعی طور پر اجازت نہیں دی جائے گی۔ میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ وہ

بھیگی بلی اُس وقت تو چھپی رہی کہ جب media پر جبر ہو رہا تھا اور جب سیاسی کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ 8 اور 9۔مارچ کی درمیانی شب جب اس صوبے کے اوپر وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی تھا اور اس رات agencies کے لوگوں نے مجھے اغواء کر کے تین گھنٹے تک ٹارچر کیا اور اس کے بعد بے ہوشی کی حالت میں مجھے ایک ویرانے میں پھینک آئے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! اس وقت کس نے میرا ساتھ دیا، کس نے اس جمہوری جدوجہد میں ساتھ دیا؟ وہ سیاسی کارکن تھے یا میڈیا کے لوگ تھے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کا مجھے اگلے روز جگہ چھوڑیں Civil Hospital میں ٹیلی فون آیا اور اس نے مجھے کہا کہ رانا صاحب! آپ کے ساتھ جو تشدد ہوا ہے مجھے بڑا افسوس ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ ایسے چیف منسٹر کو شرم آنی چاہئے کہ اس وقت تو جبر کے ان واقعات پر ان کا یہ مؤقف تھا اور آج یہ بھیگی بلی حج پر جانا چاہتی ہے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس کو 900 چوہے کھا کر اب حج پر نہیں جانے دیں گے۔ صحافی بھائیوں کے ساتھ ہمارے معاملات انشاءاللہ تعالیٰ آج ہی resolve ہو جائیں گے اگر ان کو صرف اور صرف اس معاملے پر سیاست چمکانے کا شوق ہے تو یہ بات لکھ لیں کہ اس جمہوری دور میں ان آمریت کے گماشتوں کی سیاست نہیں چمکے گی۔

جناب سپیکر: آپ نے بات کر لی ہے اب حق بنتا ہے کہ ہم ان کو بھی سنیں جس طرح ہم نے انہیں interrupt کیا ہے کہ آپ یہ بات Question Hour میں نہ اٹھائیں۔ سوہنا صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، سندھو صاحب اور اللہ رکھا صاحب جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر ایوان میں لے آئیں ہم ان کی بات سنتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اب ہم Question Hour کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ میاں طارق محمود کا سوال نمبر 1318 ہے۔

کھاریاں-بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ / مڈل سکول چک پنڈی کی چار دیواری کی تعمیر کا مسئلہ

*1318: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک پنڈی کھاریاں ضلع گجرات کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کے لئے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ تحصیل کھاریاں اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک پنڈی تحصیل گجرات کی چار دیواری پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام 08-2007 کے تحت مکمل ہو چکی ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس پنجن شہانہ سکول میں بجلی کا کنکشن ہے اور اس سکول میں کتنے کمرے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سکول کا کام complete ہو گیا ہے اور گرمیوں کی چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے اس سکول میں تمام missing facilities provide کر دی جائیں گی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے کہ اس سکول میں بجلی کا کنکشن ہے اور اس میں کتنے کمرے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے وزیر موصوف کی بات شاید سنی نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان چھٹیوں میں اس سکول کی missing facilities کو پورا کر دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر وہ یقین دلاتے ہیں کہ اس سکول کی یہ missing facilities پوری کر دی جائیں گی تو میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ ضرور پوری کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ Next Question بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 1319۔

گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی کھاریاں کی عمارت کی تعمیر

*1319: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی، ڈنگہ، کھاریاں کی بلڈنگ کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے اور ٹینڈر بھی منظور ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کی سابقہ بلڈنگ کا ملبہ بھی فروخت کر دیا گیا ہے جبکہ موقع پر کام منظوری ہونے کے باوجود شروع نہیں ہوا؟

(ج) حکومت کب تک اس سکول کی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ سکول کی سابقہ بلڈنگ کا ملبہ فروخت کر دیا گیا ہے اور رقم بنک میں جمع کروا دی گئی ہے اور بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی کی بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس سکول کی جگہ کم تھی جس کی وجہ سے ایک آدمی اس کے لئے 2 کنال زمین دینا چاہتا تھا تو ایک پرائیویٹ آدمی نے اس سکول کی چار دیواری بنا کر وہ 2 کنال زمین شامل کرنے کا راستہ روک دیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر بتا رہے ہیں کہ کسی پرائیویٹ آدمی نے اس سکول کی چار دیواری بنائی ہے یہ بات ہمارے علم میں نہیں ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا پتا کر کے آپ کو ضرور بتا دوں گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر کوئی آدمی سکول کو کوئی جگہ دینا چاہے اور اس کو روک دیا جائے تو کیا وزیر موصوف محکمے سے بات کر کے اس کا کوئی سد باب کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر تو اس طرح کا کوئی معاملہ ہے تو معزز ممبر بتائیں ہم اس پر محکمانہ کارروائی ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ یہ بات ان کے نوٹس میں لے آئیں وہ محکمے سے بات کر کے آپ کو بتا دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے نوٹس میں لے آیا ہوں یہ ای ڈی او (ایجوکیشن) گجرات کو حکم کریں کہ وہ اس بات کی انکوائری کرے اور جو آدمی اس سکول کے لئے جگہ دینا چاہتا ہے اس کی جگہ شامل کرے اور اس سکول کی سرکاری چار دیواری بنائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر Question Hour کے بعد مجھے in writing دے دیں تو جس طرح یہ فرما رہے ہیں ہم اسی طرح کر لیں گے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہماری Leader of the Opposition سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے ہی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو ہم ایوان میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی مہربانی ہے۔Next question رانا عبدالرؤف صاحب کا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1348 .On his behalf (معزز رکن نے رانا عبدالرؤف کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع بہاولنگر میں اپ گریڈ کئے گئے سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1348: رانا عبدالرؤف: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کوئی معیار یا شرائط مقرر کی ہوئی ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ معیار و شرائط پر پورا اترنے کے بعد حکومت خود بخود ان سکولوں کو اپ گریڈ کر دیتی ہے یا اس کے لئے درخواست دینی پڑتی ہے؟

(ج) ضلع بہاولنگر میں 2000 سے آج تک کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کو اپ گریڈ کیا گیا، الگ الگ تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت بھی ضلع بہاولنگر میں کئی ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول موجود ہیں جو اپ گریڈ ہو سکتے ہیں، اگر ہاں تو کب تک حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے درج ذیل شرائط اور معیار مقرر کئے ہیں۔

پرائمری سے مڈل سکول کی اپ گریڈیشن	لڑکوں کا	لڑکیوں کا
رقبہ	25مرلے	20مرلے
تعداد طلباء	100	80
چہارم اور پنجم کی تعداد	20	15
مڈل سے ہائی سکول کی اپ گریڈیشن	لڑکوں کا	لڑکیوں کا
رقبہ	60مرلے	40مرلے
تعداد طلباء	200	150
چہارم اور پنجم کی تعداد	40	30

ہائی سکول سے ہائر سیکنڈری سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے لڑکیوں کے لئے 10 کلومیٹر کی حدود تک کوئی اور ہائر سیکنڈری سکول / کالج نہیں ہونا چاہئے جبکہ لڑکوں کے لئے 20 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ زمین کا رقبہ کم از کم 16 کنال، شہری علاقوں میں اس سے کچھ کم بھی ہو سکتا ہے۔

(ب) اہلیان علاقہ کے مطالبہ پر ضلعی محکمہ، حکام بالا کو درخواست ارسال کر دیتا ہے جس پر حکومت فیصلہ کرتی ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں 2000 سے آج تک کوئی بھی سکول پرائمری سے مڈل یا مڈل سے ہائی نہ ہوا ہے۔

(د) سکولوں کی اپ گریڈیشن صرف اہلیان علاقہ کے مطالبہ کے علاوہ صرف feasibility کی بنیاد اور فنڈز کی دستیابی کو مد نظر رکھ کر محکمہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعلیمی مواقع فراہم کرنے کا پابند ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کو upgrade کرنے کے لئے درج ذیل شرائط اور معیار مقرر کئے ہیں اور انہوں نے یہ شرائط دیہی علاقوں کے سکولوں کے لئے لکھی ہیں اور شہری علاقے کے لئے لکھا ہوا ہے کہ سکول کا رقبہ اس سے کچھ کم بھی ہو سکتا ہے تو کتنا کم ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جواب میں اپنا main criteria بتایا ہے میرے پاس اس وقت ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا notification بھی ہے جس کی کاپی میں اپنے معزز ممبر کو ابھی دے دیتا ہوں۔ شہری علاقوں میں جہاں ہمارے پاس land availability بہت مشکل ہوتی ہے اور land price بھی بہت high ہوتی ہے تو وہاں پر اگر زمین تھوڑی کم بھی ہو تو ہم وہاں پر سکول تعمیر کر لیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں ہے کہ پرائمری سکول کے لئے کم از کم 25 مرلے اور شہری علاقوں میں ½ مرلے کا فرق ہو سکتا ہے۔ ابھی پچھلے سوال میں جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ ٹاؤن شپ میں ½2 مرلے پر ایک سکول بنا ہوا ہے تو وہ سکول کن شرائط کے تحت بنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا یہ 24-02-2009 کا criteria ہے اور معزز رکن نے شاید اس وقت میری بات نہیں سنی۔ میں نے بتایا تھا

کہ 2½ مرلے میں سکول آج سے 30 سال پہلے بنا تھا اور اس وقت ہمارا 24-02-2009 criteria کے notification کے مطابق ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر اس notification سے پہلے چار notifications نکالے ہیں تو 2½ مرلے کسی notification میں بھی mention نہیں ہے۔ اس notification میں 25 مرلے کی کم از کم requirement ہے اس سے پہلے 2 کنال، 3 کنال اور 5 کنال کی شرائط تھیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ اگلا سوال ارشاد احمد خان سیال صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf سوال نمبر 1362 (معزز رکن نے مہر ارشاد احمد خان سیال کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

چک فرازی مظفر گڑھ میں گرلز مڈل سکول کو اپ گریڈ کرنا

*1362: مہر ارشاد احمد خان سیال: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فرازی یونین کونسل مظفر گڑھ کی آبادی 35 ہزار افراد پر مشتمل ہے اور بچیوں کے لئے صرف ایک گرلز مڈل سکول ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل کے سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ یونین کونسل میں اس سکول کو اپ گریڈ کرنے کی تجاویز حکومت کو ارسال کر دی گئی ہے۔ منظوری ملتے ہی اسے اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ب) کے بارے میں ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اپ گریڈ کرنے کے بارے میں تجاویز حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں منظوری ملتے ہی اسے اپ گریڈ کر دیا جائے گا کیا اس میں یہ حتمی تاریخ دے سکتے ہیں کہ کب تک اس سکول کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ابھی مالی سال شروع ہوا ہے اس سال ہم نے تقریباً ایک ہزار سکولوں کو اپ گریڈ کرنا ہے۔ میں ان کو حتمی تاریخ نہیں دے سکتا مگر ہمیں امید ہے کہ اس مالی سال کے دوران یہ سکول اپ گریڈ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال 1460 ہے۔

ننکانہ صاحب، گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بن ساجھیاں میں بے قاعدگیاں

*1460: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بن ساجھیاں مرکز بڑا گھر ضلع ننکانہ صاحب میں تعینات ٹیچرز کئی کئی دن سکول نہیں آتے اور باقاعدہ حاضری لگاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کو جو سالانہ گرانٹ فراہم کی جاتی ہے اس میں بے قاعدگیاں پائی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالب علموں سے زائد فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں تعینات ٹیچرز کے خلاف کارروائی کرنے اور گرانٹ کا صحیح استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) درج بالا جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سارے سوالات کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: محکمے نے تو خود کہہ دیا ہے درست نہ ہے، درست نہ ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جواب غلط ہیں آپ اس میں کیا فرمائیں گے؟ جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اس میں غلط کیا ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: میں کہہ رہا ہوں کہ محکمہ نے کس بناء پر اس کو درست قرار نہیں دیا۔ میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ٹیچرز کئی کئی دن سکول نہیں آتے اور حاضری باقاعدہ لگاتے ہیں؟ اور جز(ب) میں پوچھا تھا کہ ہر سکول کی کوئی نہ کوئی سالانہ گرانٹ ہوتی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب یہ ہے کہ حاضری باقاعدہ چیک کی جاتی ہے اس کے لئے ہمارے تین tears ہیں، ایک ہمارا District Monitoring Officer ہوتا ہے، ایک Monitoring Evaluation Assistant ہوتا ہے، اسی طرح ایک ریٹائرڈ آرمی آفیسر ہوتا ہے اور ایک ہمارا AEO ہوتا ہے جو سکولوں میں مختلف اوقات میں جاتے ہیں، چھاپے مارتے ہیں اور چیک کرتے ہیں۔ انھوں نے بات کی ہے کہ وہاں ٹیچرز نہیں ہوتے اور ان کی حاضری لگ رہی ہے۔ اس طرح کی کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ مجھے دے دیں۔ اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہوگا تو میں اس کے خلاف ضرور کارروائی کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: انھوں نے تو بن ساجھیاں مرکز بڑا گھر ننکانہ کی بات کی ہے۔ انھوں نے تو نشاندہی کر دی ہے۔ آپ اس کا جواب دیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ ایک پرائمری سکول ہے جس کی کوئی چاردیواری نہیں ہے، جس میں کوئی کمرہ نہیں ہے ایک کیکر کا درخت ہے اس کے نیچے بیس پچیس لڑکوں کی تعداد ہے اور تین ٹیچر ہیں ایک ٹیچر جاتا ہے اور حاضری سب کی لگا دیتا ہے۔ AEO ہی تو اس کی گرانٹ کھاتا ہے۔ اس سکول کی سالانہ گرانٹ کدھر جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انھوں نے جس سکول کا پوچھا ہے تو اس کی سالانہ گرانٹ کی باقاعدہ۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سکول کے پاس تو ٹاٹ بھی نہیں ہیں بچے گھر سے کھاد کی خالی بوریاں لے کر آتے ہیں اور اس پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک ٹیچر آتا ہے جو تین کی حاضری لگا دیتا ہے۔ آپ ایک انکوائری ٹیم بنائیں لیکن اس ضلع کے آدمی شامل نہ کریں یہاں لاہور سے ٹیم جائے تو آپ کو ساری حقیقت کا پتا چل جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! یہ سکول میرے حلقہ انتخاب میں ہے۔ اس سوال کا جواب بالکل غلط دیا گیا ہے، بہت سے سکول ایسے ہیں جہاں حاضری پوری نہیں ہوتی۔۔۔

(اذان ظہر)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! سکول مینجمنٹ کمیٹیاں حکومت کی طرف سے دیئے گئے فنڈز سے اداروں کے چھوٹے موٹے معاملات خود ہی حل کر لیتی ہیں لیکن اس کا کوئی باقاعدہ پڑتال اور چیکنگ کا طریق کار نہیں ہے اور اکثر سکولوں میں یہ فنڈز موقع پر نہیں لگائے جاتے معلوم نہیں وہ کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ سکول کی چار دیواری ہی نہیں بلکہ سکول کی عمارت بھی بننے والی ہے اور ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں، میں نے اس سکول کی عمارت تجویز کی تھی، کمیٹی نے وہ تجویز منظور کی تھی لیکن ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے اس کے ٹینڈرز وغیرہ نہیں ہوئے اور کام شروع نہیں ہوا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح یہ فرما رہے ہیں تو میں اس پر مزید رپورٹ منگوا لیتا ہوں کیونکہ میرے پاس ابھی محکمہ تعلیم کی طرف سے جو رپورٹ آئی تھی اس سکول میں دو ٹیچرز اور 71 طلباء ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے جو سوالات پوچھے تھے ان کی پوری تحقیقات کی گئیں تھیں، ان کے اکاؤنٹ کی بنک سٹیٹمنٹ بھی میرے پاس موجود ہے، وہ میں ابھی ان کو دکھا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کیوں دکھاتے ہیں؟ آپ مجھے دکھائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کو دکھا دیتا ہوں اور فنڈز کے حوالے سے جو ساری تحقیقات سامنے آئی ہیں اس میں ایسا کوئی گھپلا سامنے نہیں آیا۔ انھوں نے عمارت کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ہم ایک کمیٹی بنا کر مکمل تفصیلات لے لیتے ہیں تو میں اسی اجلاس کے دوران ان کو اس سکول کے متعلق مکمل تفصیلات فراہم کر دوں گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ مکمل تفصیل منگوا لیں کہ اس سکول کو کتنا فنڈ اب تک دیا گیا ہے۔ وہاں تو ایک اینٹ بھی نہیں لگی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ جیسے حکم فرمائیں گے اس کے مطابق ساری تفصیلات منگوالی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال شیخ ممتاز احمد صاحب کا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ ممتاز احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1494۔

گوجرانوالہ، پی پی 96 کے دیہات کے مڈل سکولز کو اپ گریڈ کرنا

*1494: **شیخ ممتاز احمد:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت حلقہ پی پی۔96 گوجرانوالہ کے گاؤں شاہین آباد اور گاؤں بدوکی کے مڈل سکولز کو ہائی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

موضع شاہین آباد میں گورنمنٹ بوائز و گرلز پرائمری سکول چل رہے ہیں۔ پرائمری سے مڈل لیول اپ گریڈیشن کے لئے مطلوبہ معیار کے مطابق زمین کم ہے اور محکمہ تعلیم کے نام نہ ہے۔ اگر مقامی لوگ محکمہ تعلیم کے نام زمین فراہم کر دیں اور فنڈز کی فراہمی کی صورت میں حکومتی پالیسی کے مطابق مندرجہ بالا دونوں گرلز اور بوائز سکولوں کو مڈل لیول تک اپ گریڈ کرنے کی سکیم زیر غور لائی جا سکتی ہے۔

پی پی۔96 کے دیہات بدوکی گوسائیاں کے بوائز ایلیمنٹری سکول کو اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ سکیم 40000 ملین روپے ایم پی اے package برائے سال 09۔2008 میں شامل

ہے۔فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں۔تعمیراتی کام جاری ہے جس پر مبلغ4430ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔PC-IV تیاری کے مراحل میں ہے۔

گرلز ایلیمنٹری سکول کو بھی اپ گریڈیشن سکیم میں شامل کرنے کی تجویز ہے۔حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق مڈل سے ہائی سکول بنانے کے لئے نئی پالیسی کے مطابق 40 مرلہ زمین کا ہونا ضروری ہے جبکہ مذکورہ سکول کا رقبہ معیار سے کم ہے۔اگر مقامی آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں اور پالیسی کی دیگر ضروریات فراہم ہو جائیں تو حکومت گرلز ایلیمنٹری سکول بدو کی گوسائیاں کی اپ گریڈیشن کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ ممتاز احمد: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے آخری پیرا میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے 40 مرلہ زمین کی ضرورت ہے اور موقع پر زمین پوری نہیں ہے تو میں محترم وزیر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ زمین کا انتظام کر دیا گیا ہے اور وہ بہت جلد محکمہ تعلیم کے نام کر دی جائے گی اور زمین کا criteria پورا کر دیا جائے گا۔میرا سوال یہ ہے کہ زمین کا criteria پورا کرنے کے بعد اس سکول کو کتنی دیر کے بعد اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی،وہ کہتے ہیں کہ زمین ہم دے دیتے ہیں پھر کتنی دیر میں سکول اپ گریڈ ہو جائے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اگر یہ زمین کا criteria پورا کر دیں تو ہم کوشش کریں گے کہ اس financial year میں اس سکول کی upgradation کے لئے اس کو شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں،شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!یہ سکول جو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی تک upgradation کے لئے criteria پورا کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس حلقے میں پوری پوری یونین کونسل میں کوئی مڈل

سکول نہیں ہے، پچیس پچیس کلو میٹر تک ہائی سکول نہیں ہے اور وہاں کے پرائمری اور مڈل سکول جو موجود ہیں وہ criteria پورا کرتے ہیں اور موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے اس کے لئے فنڈز بھی رکھے ہیں تو میری منسٹر صاحب گزارش ہے کہ پہلے ان سکولوں کو upgrade کیا جائے جو یہ criteria پورا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کر لیں گے اور ایسا ہی کریں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ بھی فرمالیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن علاقہ جات میں مقامی آبادی اس position میں نہ ہو کہ وہ اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے سکول کے نام کروا سکے یا وہاں پر مخیر حضرات بھی نہ ہوں تو کیا وہاں کے لوگ زیور تعلیم سے محروم رہیں گے اور کیا حکومت کی ایسی کوئی پالیسی ہے کہ وہاں پر کچھ خرچ کر کے جگہ acquire کر کے سکول کے نام کروائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! زیادہ تر تو یہی ہوتا ہے کہ لوگ سکول کے لئے زمین حکومت کو فراہم کرتے ہیں پھر گورنمنٹ وہاں پر سکول build کرتی ہے مگر کسی علاقہ میں availability نہیں ہے یا مخیر حضرات نہیں ہیں جو زمین فراہم کر سکیں تو پھر as a special case اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے حکم صادر کروایا جا سکتا ہے کہ ہم زمین خرید کر لیں اور وہاں پر سکول تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں جناب! اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: On her behalf.

جناب سپیکر: کیا بہت ضروری ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، میں نے صرف general بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 1496۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ۔گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*1496: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے اور بچیوں کی تعداد 120 سے زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بچیوں کو پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد تحصیل کامونکی میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور موضع کھرک سے تحصیل کا فاصلہ 12 کلومیٹر ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں طالبات کی تعداد 134 ہے اور صرف ایک معلمہ ہے جو کہ ناکافی ہے جبکہ زمین صرف دو مرلہ ہے۔ حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق پرائمری سے مڈل سکول بنانے کے لئے ایک کنال زمین کا ہونا ضروری ہے جبکہ مذکورہ سکول کا رقبہ مطلوبہ معیار سے کم ہے اگر مقامی

آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں تو ضلعی حکومت اپ گریڈیشن کی مطلوبہ ضروریات کے حصول پر اس مطالبہ پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تمام سوالوں کے لئے ایک ہی سوال کروں گا۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ کے اور میرے حلقے میں بلکہ پورے پنجاب میں کچھ سکول ایسے ہیں جو اس وقت بالکل abandon کر دیئے گئے ہیں جن کی بہت بڑی تعداد ہے کیونکہ وہاں پر طلباء کی تعداد کم تھی تو ان کو ختم کر دیا گیا اور وہاں کے سٹاف کو دوسرے سکولوں میں merge کر دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایسے تمام سکولوں کی buildings چار، چھ، آٹھ مہینوں میں تباہ ہو جائیں گی اس لئے یا تو ان کا material کہیں استعمال کر لیا جائے کیونکہ ایسے سکول بالکل فارغ ہو گئے ہیں اور ان کی buildings اب یا تو جرائم پیشہ افراد کے پاس ہوں گی یا پھر جانور باندھنے کے کام آئیں گی لہذا اس بارے میں کچھ کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اچھی بات تو یہی ہے کہ جہاں سکولوں کی buildings بنی ہوئی ہیں وہاں پر سٹاف بھیجیں اور انہیں چالو کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے بالکل درست کہا ہے کہ جن سکولوں میں طلباء کی تعداد کم تھی ان کے سٹاف کو ہم نے recently دوسرے سکولوں میں merge کیا ہے اور ابھی بھی ہمارا یہ process چل رہا ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ جن سکولوں کی buildings خالی ہوئی ہیں ان کو دوبارہ سے آباد کریں۔ اس کے لئے ہم ایک proper لائحہ عمل بنا رہے ہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ امید ہے کہ ہم ان سکولوں کو دوبارہ سے operational کر لیں گے۔ شاید ہم اس کو public private partnership پر لے جائیں اور اس کے ذریعے ان کو operational کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے کیونکہ گھنٹہ مکمل ہو گیا ہے۔ میں کسی اور کو ابھی تک floor نہیں دوں گا۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے commitment کی تھی کہ وقفہ سوالات کے فوراً بعد میں محترمہ فوزیہ بہرام کو floor دوں گا کیونکہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر تھا اور میں نے ان سے request کی تھی کہ during question hour پوائنٹ آف آرڈر نہ کیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں سب کی بات سنتا ہوں۔ میری گزارش تو سن لیں کیونکہ میں نے floor محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو دیا ہے۔ میں ان کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو floor کیوں نہیں دوں گا؟ بالکل دوں گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔68 فیصل آباد میں مڈل سکولز کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*1540: چودھری شفیق احمد گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سال میں حلقہ پی پی۔68 فیصل آباد کے کتنے مڈل سکولز کو اپ گریڈ کیا گیا؟

(ب) جن مڈل سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا، کیا ان سکولز کی عمارات کو بھی وسیع کیا گیا یا نہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے سکولوں میں تعلیم کا معیار اچھا نہیں ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات کو وسیع کرنے، ان سکولوں میں سٹاف بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں حلقہ پی پی۔68فیصل آباد کے 2 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے۔

1۔ گورنمنٹ صابریہ سراجیہ ایلیمنٹری سکول پیپلز کالونی نمبر2فیصل آباد

2۔ ایم سی گرلز ایلیمنٹری سکول پیپلز کالونی نمبر 1 کو ہائی سکول کا درجہ دیدیا گیا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا 2 مڈل سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے ان کی عمارات کو وسیع کر دیا گیا ہے اور ان کی عمارتیں مکمل ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔سٹاف پورا ہے۔

(د) ان سکولوں کی عمارات کو پہلے ہی وسیع کر دیا گیا ہے اور سٹاف کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں اساتذہ کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*1605: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول لاہور میں اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں سائنس پڑھانے کے لئے کوئی ٹیچر موجود نہیں، جس کی وجہ سے سائنس کے طلباء کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں لائبریری اور سائنس لیبارٹری بھی موجود نہیں ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے درج بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اساتذہ کی منظور شدہ کل تعداد 23 ہے ایک PET کی اسامی خالی ہے۔ایک جونیئر کلرک اور چار درجہ چہارم کے ملازم ہیں جن میں سے ایک خاکروب کی اسامی خالی ہے، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔دو سائنس ٹیچرز کام کر رہے ہیں۔

1۔ محمد افضل ولد نور دین

2۔ کاشف مبین ولد مبین الحق مفتی

(ج) کمرہ کی غیر دستیابی کی بناء پر لائبریری نہ ہے۔سائنس لیبارٹری تعمیر ہو چکی ہے۔

(د) وسائل کی دستیابی پر لائبریری مہیا کی جا سکتی ہے۔

گورنمنٹ قادریہ ہائی سکول نیو کرول لاہور کے مسائل

*1607: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ قادریہ ہائی سکول نیو کرول لاہور یو سی 37 کی تعمیر کے لئے کتنا فنڈ سابقہ حکومت نے رکھا اور خرچ کیا، اس کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکول پہلے مڈل تھا، اب اسے ہائی کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے کمرے کلاسوں کی تعداد سے کم ہیں جس کی وجہ سے سکول میں کلاسیں کھلے آسمان تلے لگتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں بچوں کے لئے صاف پانی پینے کے لئے نہیں ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں کمروں کی تعمیر کرنے، بچوں کے لئے میٹھا پانی فراہم کرنے اور واش روم تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سابقہ حکومت کے دور میں اس سکول کے لئے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) کمروں کی تعداد پہلے 16 تھی اور اب چار نئے کلاس رومز بنا دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے کمروں کی تعداد پوری ہو گئی ہے لہذا اب کوئی کلاس کھلے آسمان تلے نہیں لگتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔بچوں کے لئے میٹھا و صاف پانی کی سہولت موجود ہے۔

(ہ) کمروں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔بچوں کے لئے میٹھا و صاف پانی کی سہولت موجود ہے اور واش روم بھی موجود ہے۔

پی پی۔145 لاہور کے سکولوں کے مسائل

*1643: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور کے کن کن سکولوں کی عمارات پچھلے پانچ سالوں کے دوران تعمیر کی گئی ان سکولوں کے نام، جگہ اور تخمینہ لاگت عمارت بیان کریں؟

(ب) اس حلقہ کے کن کن سکولوں کو پانچ سال کے دوران فرنیچر و دیگر سامان فراہم کیا گیا؟

(ج) اس وقت کن کن سکولوں میں فرنیچر اور دیگر ضروری سامان کی کمی ہے؟

(د) ان سکولوں کو فرنیچر اور دیگر ضروری سامان فراہم کرنے کے لئے حکومت فنڈز کب تک فراہم کرے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کل 14 سکول ہیں۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 10 سکولوں کو فرنیچر کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 11 سکولوں کو فرنیچر لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جونہی گورنمنٹ فنڈ مہیا کرے گی تمام سہولتیں مہیا کر دی جائیں گی۔

پی پی۔145 لاہور سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1644: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد اور نام بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں کتنے سکول سرکاری جگہ پر قائم ہیں اور کتنے پرائیویٹ جگہ پر قائم ہیں؟

(ج) کتنے اور کون کون سے سکول بغیر عمارات کے کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے سکول جن کی عمارات خستہ حالت میں ہیں یا عمارات نہیں ہیں ان کی عمارات پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔145 لاہور میں ٹوٹل 29 سکولز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	ہائی	مڈل	پرائمری	کل
گرلز	3	1	12	16
بوائز	1	5	7	13

(ب) 29 سکولوں میں سے 25 سکول سرکاری بلڈنگ میں چل رہے ہیں جبکہ تین سکول کرائے کی بلڈنگ میں چل رہے ہیں اور ایک سکول گورنمنٹ گارڈین پرائمری سکول سلامت پورہ لاہور واہگہ ٹاؤن ڈسپنسری کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔

(ج) درج ذیل دو سکول بغیر بلڈنگ کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گارڈن پرائمری سکول سلامت پورہ لاہور واہگہ ٹاؤن۔(کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے)

2۔ گورنمنٹ واحد گرلز پرائمری سکول فتح گڑھ لاہور۔(ڈسپنسری میں کام کر رہا ہے)

(د) حکومت ایسے سکول جن کی عمارات خستہ حالت ہیں یا عمارات نہیں ہیں ان کی عمارات کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔ جونہی گرانٹ مہیا ہو گی تو خستہ حال عمارات کی مرمت کروادی جائے گی۔

پنجاب کے سرکاری سکولز میں فنڈز کی فراہمی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1741: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سرکاری سکولوں کو کس رولز کے تحت فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے، فنڈ کی تقسیم کے طریق کار کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری سکولوں میں فنڈ کو مکمل طور پر استعمال نہیں کیا جاتا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ پنجاب میں واقع 62 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں میں Missing Facilities کی فراہمی کے لئے فنڈز حکومت پنجاب کی طرف سے ضلعی حکومتوں کے اکاونٹ IV میں منتقل کئے جاتے ہیں تا کہ ضلعی حکومتیں اپنے متعلقہ اضلاع میں Missing Facilities سکیموں کو مکمل کر سکیں۔ یہ فنڈز حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں کے مابین Terms of Partnership معاہدے کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے ہر ضلع میں District Steering Committee تشکیل دی ہے جس کا سربراہ متعلقہ ضلع کا DCO ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی PMIU-PESRP کے متعین شدہ رہنما خطوط کی روشنی میں Missing Facilities کی فراہمی کے حوالے سے ضلع میں واقع سکولوں کی ترجیحات متعین کرتی ہے۔ مزید برآں سرکاری سکولوں میں Missing Facilities کی سکیموں پر عملدرآمد نیشنل لاجسٹک کارپوریشن (NLC) کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ضلعی حکومتوں کو فنڈز "ضرورت اور کارکردگی" (Need & Performance) کے فارمولے کے تحت فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس فارمولے کے تحت 60 فیصد فنڈز کسی بھی ضلع کی ضرورت اور 40 فیصد اس کی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔ "ضرورت اور کارکردگی" کے اس فارمولے کی مزید وضاحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی، یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہیں ہے کہ سرکاری سکولوں میں فنڈ کو مکمل طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ Missing Facilities کی فراہمی کے لئے دستیاب فنڈز پوری طرح استعمال ہو رہے ہیں۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1757: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی منظور شدہ کل کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ کب دیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں پرنسپل سمیت 19 اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی منظور شدہ کل 50اسامیاں ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ 1987-09-01 سے دیا گیا۔

(ج) مذکورہ سکول میں پرنسپل سمیت 19 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) ایس ایس ٹی سے ایس ایس کی پروموشن کی ڈی پی سی ہو چکی ہے، جلد اسامیاں پر ہو جائیں گی۔

اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کو ضلعی سطح کی بجائے مرکز کی سطح پر بٹھانے کا مسئلہ

*1758: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کی اسامی مرکز کی سطح پر ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں آج کل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز مرکز کی بجائے ضلعی سطح پر بیٹھتے ہیں جس سے سکولوں کی کارکردگی انتہائی متاثر ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کو ضلع کی بجائے مرکز کی سطح پر بٹھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں آج کل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز اپنے اپنے مرکز میں بیٹھتے ہیں۔

(ج) ضلع ساہیوال میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز ضلع کی سطح پر نہیں بلکہ مرکز کی سطح پر بیٹھتے ہیں۔

ضلع قصور میں فنڈز کی تقسیم کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1805: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو کس رولز کے تحت فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے، فنڈ کی تقسیم کے طریق کار کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو فنڈ کی تقسیم حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کی جانب سے جاری شدہ ہدایات / پالیسی کے تحت کی جاتی ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) حکومتی پالیسی کے مطابق ہر ایلیمنٹری سکول کو۔/50000 روپے جبکہ ہر پرائمری سکول کو مبلغ ۔/20,000 روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں۔ یہ رقم ہر سکول کی (SMC) یعنی سکول

مینجمنٹ کمیٹی (سکول کونسل) کے بنک اکاونٹ میں منتقل کی جاتی ہے۔ اس اکاونٹ کو سکول کی ہیڈ اور کمیٹی میں شامل عوام کا نمائندہ مشترکہ چلاتا ہے اور یہ ہی کمیٹی اس رقم کو باہمی مشاورت سے سکول / طلباء میں مخصوص ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خرچ کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈز کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے نہیں کی جاتی ہے۔

ضلع قصور میں سکولز کی تعداد

*1812: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز سکولز ہیں نام مع پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز سکولز ہیں نام مع پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں اس وقت گرلز سکولز کی تعداد 788 ہے۔ سکولز کے نام اور پتا کی لسٹ مع تفصیل ہذا ہے۔

Total	HSS	HS	ES	PS	CMS	MCPS
788	7	36	143	852	39	11

(ب) ضلع قصور میں اس وقت بوائز سکولز کی تعداد 863 ہے۔ سکولز کے نام اور پتا کی لسٹ مع تفصیل ہذا ہے۔

Total	HSS	HS	ES	PS	MC	MM
863	5	76	101	641	14	26

گریڈ 17 میں بطور ہیڈ ماسٹر / ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کام کرنے والے اساتذہ کے تحفظات

*1860: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے اپنے مراسلہ نمبری ایس او (ایس111)16-2/2007مورخہ 24۔ستمبر2007کے تحت ایس ایس ٹی گریڈ16 کے پچاس فیصد کو گریڈ17اور18دینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا، جس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ایس ٹی جو بطور ہیڈ ماسٹر/ڈپٹی ہیڈ ماسٹر گریڈ17اور18میں کام کر رہے ہیں ان کو یہ سہولت نہ دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گریڈ16 میں سینئر موسٹ ایس ایس ٹی کو گریڈ17 اور18ملنے سے وہ اپنے سینئر ہیڈ ماسٹر/ڈپٹی ہیڈ ماسٹر جو گریڈ17 میں کام کر رہے تھے، تنخواہ اور سکیل میں آگے چلے گئے ہیں، جس سے ہیڈ ماسٹر/ڈپٹی ہیڈ ماسٹر جو کہ ایس ایس ٹی ٹیچر ہی ہیں، کی حق تلفی ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت گریڈ17 میں بطور ہیڈ ماسٹر/ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کام کرنے والے اساتذہ کی دادرسی کے لئے ان کو بھی package دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اساتذہ کے لئے مالی مراعات کے package کا اعلان بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 24۔ستمبر2007کیا ہے۔اس نوٹیفکیشن کے تحت ایس ایس ٹی اساتذہ کی 50:35:15 کی نسبت سے بالترتیب سکیل نمبر16:17:18 ایوارڈ کیا جا رہا ہے۔

(ب) ایس ایس ٹی اور ہیڈ ماسٹر/ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز دو مختلف کیڈرز ہیں اور دونوں کے لئے ترقی کے الگ الگ رولز ہیں۔24۔ستمبر2007 کے نوٹیفکیشن کے مطابق ایس ایس ٹی اور دیگر نچلے گریڈوں میں کام کرنے والے اساتذہ کے لئے مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ایس ایس ٹی سے جو اساتذہ بطور ہیڈ ماسٹرز/ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز ترقی پا چکے ہیں ان کے لئے گورنمنٹ نے سکیل نمبر17سے سکیل نمبر20تک ترقی کے لئے چار درجاتی فارمولہ پہلے ہی منظور کیا ہوا ہے۔اس چار درجاتی فارمولہ کے تحت ہیڈ ماسٹرز/ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز کو50:34:15:1 کی نسبت سے

بالترتیب سکیل نمبرز20:19:18:17 میں ترقی دی جائے گی۔ نوٹیفکیشن مورخہ24۔ستمبر2007کا ہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز کے کیڈر پر اطلاق نہیں ہوتا۔

(ج) گریڈ16میں موسٹ سینئر ایس ایس ٹی کے گریڈ17اور18(پرسنل سکیل) ملنے سے سینئر ہیڈماسٹر/ڈپٹی ہیڈماسٹر جو کہ گریڈ17(ریگولر) میں کام کر رہے تھے کی حق تلفی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے پاس گریڈ18، 19اور20 تک چار درجاتی فارمولہ کے تحت پروموشن کے وسیع مواقع موجود ہیں جبکہ ایس ایس ٹی کو یہ مواقع میسر نہ ہیں۔ ہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز ایس ایس ٹی نہ ہیں بلکہ ایس ایس ٹی سے ترقی پا کر سکیل نمبر17 (ریگولر) میں چلے گئے ہیں۔ ہیڈماسٹرز اور ایس ایس ٹی دو بالکل الگ کیڈرز ہیں جن کے ترقی کے رولز بھی مختلف ہیں۔

(د) حکومت نے ہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز کو اگلے گریڈوں میں ترقی دینے کے لئے پہلے ہی سے چار درجاتی فارمولہ منظور کر رکھا ہے جس کے مطابق ہیڈ ماسٹرز/ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز کو 1:15:34:50 کی نسبت سے اگلے سکیلوں میں بالترتیب سکیل نمبرز20:19:18:17 میں ترقی دی جا رہی ہے حکومت نے نچلے درجوں میں کام کرنے والے اساتذہ کے لئے ترقی کا فارمولہ 2007۔09۔01 سے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ24۔ستمبر2007 منظور کیا ہے جن میں ایس ایس ٹی بھی شامل ہیں۔

ضلع سرگودھا میں سکولز کو فرنیچر کی فراہمی

*1879: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کے کون کون سے سکولز کو مالی سال2006-07اور2007-08 کے دوران فرنیچر اور دیگر کون کون سا سامان فراہم کیا گیا ہے، ان سکولوں کے نام و پتاجات بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران جو سامان خرید کیا گیا وہ کسی قائم کردہ کمیٹی نے خرید کیا تھا؟

(ج) ان سالوں کے دوران خرید کردہ سامان میں سے کتنا سامان غیر معیاری پایا گیا؟

(د) اس غیر معیاری سامان خرید کرنے پر کن سرکاری ملازمین کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا اور کن کن سپلائرز کمپنی کو بلیک لسٹ کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا07۔2006اور08۔2007کے دوران کسی بھی سکول کو فرنیچر فراہم نہ کیا گیا ہے۔ تاہم منسلکہ لسٹ برائے سال07۔2006 کے تحت فرنیچر فراہم کیا جانا تھا لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک معاملہ التوا میں ہے۔ اسی طرح08۔2007 کے لئے فرنیچر کی فراہمی منسلکہ لسٹ کے مطابق منظور ہو چکی ہے۔ تاہم ابھی تک فرنیچر نہ خرید ا گیا ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

سرگودھا پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت رقم کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1880: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال2006-07 اور2007-08 کے دوران ضلع سرگودھا کو پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کون کون سے سکول کی عمارت از سر نو تعمیر کتنی لاگت سے کی گئی؟

(ج) کتنے اور کون کون سے سکولز میں اضافی کمرہ جات / لیٹرین / سائنس لیب بنائی گئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران خرچ نہ ہو سکی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) موجودہ مالی سال2008-09 کے دوران کتنی رقم اس پروگرام کے تحت ضلع سرگودھا کو فراہم کی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 07۔2006میں ضلع سرگودھا کو90.327ملین روپے اور08۔2007میں 108.895 ملین روپےPESRPکے تحت فراہم کئے گئے۔

(ب) 07۔2006 کے تحت جو فنڈز فراہم کئے گئے وہ این ایل سی کی ڈسپوزل پر رکھے گئے۔ مذکورہ رقم اور سال06۔2005 کے تحت فراہم کی گئی رقم سے 76 مدارس کی عمارات از سر نو تعمیر کی گئیں یا اضافی کمرہ جات، لیٹرین اور چار دیواریاں بنائی گئیں ان کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔08۔2007 کے لئے جو فنڈز فراہم کئے گئے وہ محکمہ تعمیرات کی ڈسپوزل پر رکھے گئے۔ جس میں اضافی کمرہ جات، لیٹرین اور چار دیواری کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ سکول وار کام کی تفصیل اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سکولز میں اضافی کمرہ جات / لیٹرین / سائنس لیب بنائی گئی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ابھی تک جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل جز(ب) کے تحت دی گئی فہرستوں میں موجود ہے۔ باقی رقم کے خرچ کا عمل جاری ہے۔

(ہ) 09۔2008 میں PESRP کے تحت کے ضلع سرگودھا کو68.060 ملین روپے رقم فراہم کی گئی۔

پی پی۔79 جھنگ میں سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1890: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔79 جھنگ میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری (بوائز و گرلز) سکولز ہیں ان کے نام، جگہ اور ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وار بیان کی جائے؟

(ب) ان سکولوں میں بلڈنگ کی تفصیل سکول وار بیان کی جائے نیز کیا ہر سکول میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کے مطابق یہ بلڈنگز کافی ہیں؟

(ج) 2003 سے آج تک ان سکولوں میں کتنی مالیت کا فرنیچر فراہم کیا گیا، تفصیل سکول وار بتائی جائے؟

(د) اس وقت کتنے سکولوں میں فرنیچر برائے طلباء نہ ہے ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) آئندہ سالوں میں پی پی۔79 شہر میں حکومت کتنے مزید سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔79جھنگ میں

	پرائمری	مڈل	ہائی	گرلز کیمونٹی	ہائر سیکنڈری
بوائز	84	10	10	0	00
گرلز	107	7	3	5	00
تعداد	191	17	13	5	00

(ب) ان سکولوں کی بلڈنگ کی تفصیل سکول وار اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کے مطابق بلڈنگز کافی یاناکافی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف 2005 میں تین سکولز مردانہ اور ایک سکول زنانہ کو فرنیچر فراہم کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت تمام مدارس میں فرنیچر موجود ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) موجودہ مدارس تعداد طلباء / طالبات کے مطابق چل رہے ہیں۔ تعداد طلباء / طالبات بڑھنے پر نئے سکول حسب ضرورت کھول دیئے جائیں گے۔

علامہ اقبال ہائی سکول گڑہی شاہو لاہور کی تفصیلات

*1952: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو لاہور میں سپورٹس کے لئے کتنی جگہ ہے اور کتنی جگہ پر عمارت تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں سپورٹس سے متعلقہ عملہ کتنے افراد پر مشتمل ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ سکول کو سال2007-08 میں سپورٹس کی مد میں کتنی رقم دی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی ہے؟

(د) متذکرہ سکول سال میں کتنی دفعہ سپورٹس پروگرام منعقد کرواتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

	مرلے	کنال
کل رقبہ	09	16
تعمیر شدہ رقبہ	05	05
کھیل کا میدان	13	03
باقی جگہ	11	07

(ب) ایک آدمی محمد شریف EST(فزیکل) گریڈ15 کام کر رہا ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رقم نہیں ملی، نہ ہی کہیں خرچ ہوئی ہے۔

(د) سال میں ایک مرتبہ کھیلوں کا پروگرام مرتب کیا جاتا تھا مگر ان ڈور گیمز کے لئے ہال گزشتہ تین سال سے زیر تعمیر ہے جبکہ سکول گراؤنڈ معیار کے مطابق نہ ہے۔ جگہ کم ہونے کی وجہ سے آؤٹ ڈور گیمز مثلاً کرکٹ، ہاکی و فٹبال وغیرہ نہیں ہو سکتی اور ارد گرد رہائشی مکانات ہیں۔

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور (جونیئر ونگ)
کلاس روم کو رہائشی بنانے کے بارے میں تفصیلات

*1996: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول (جونیئر ونگ) کی ہیڈ مسٹریس سابقا ہیڈ ماسٹر کی آشیر باد سے سکول کے کمروں کو ذاتی رہائش میں تبدیل کر کے خود رہائش پذیر ہے؟

(ب) کیا ایسا قانون موجود ہے کہ سرکاری املاک کے تدریسی کمروں کو رہائش گاہ بنا لیا جائے کیا اس کو یہ بطور رہائش استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو اس اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں جس نے منظوری دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس گھر میں اے سی لگوا کر مبلغ -/400 روپے بطور بل بجلی جمع کروا رہی ہے اور رہائش پر الگ بجلی کا میٹر نہ ہے؟

(د) سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور اس کو ہاسٹل وارڈن کی رہائش قرار دیتے ہیں جبکہ ہیڈ مسٹریس نے خود حلفیہ بیان دیا ہے کہ تدریسی کمروں کو عارضی رہائش میں

تبدیل کرنے کی اجازت دی جائے مناسب انتظام ہونے پر خالی کر دوں گی، جبکہ ہاسٹل1989 میں ختم کر دیا گیا تھا اور اس کے کمرے تدریسی مقاصد کے لئے استعمال میں لائے جارہے تھے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے سینئر اور جونیئر ونگ دونوں میں ہاسٹل کا کوئی وجود نہیں، سکول کے قیام سے اب تک اور سینئر ونگ میں ہاسٹل وارڈن کے طور پر ایک استاد عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہے، کیا مذکورہ سکول میں زیر تعلیم طالب علم اس سکول میں رہائش پذیر ہیں، اگر ہاں تو کتنے طلبہ رہائش پذیر ہیں اور ان کے لئے ہاسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور یہ کب تعمیر کیا گیا تھا، اس کا ریکارڈ مہیا کیا جائے؟

(و) کیا حکومت سکول کے مذکورہ کمروں کو غیر قانونی طور پر رہائش میں تبدیل کرنے پر مذکورہ ہیڈ مسٹریس اور اس کے سرپرست سینئر ہیڈ ماسٹر کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے اور ان سے یہ کمرے خالی کروا کر سکول کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول جونیئر ونگ کے تدریسی کمروں میں رہائش پذیر نہیں۔ وہ سکول کے سابقہ دفتر میں رہائش پذیر تھی۔

(ب) ایسا کوئی قانون موجود نہ ہے کہ جس کے تحت تدریسی کمروں کو رہائش گاہ بنا لیا جائے اور نہ ہی تدریسی کمروں کو رہائش میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جونیئر ونگ سکول کے سابقہ دفاتر کو ہیڈ مسٹریس کی درخواست پر اس وقت کے ہیڈ ماسٹر محمد اشرف ناز گوندل نے رہائش رکھنے کی اجازت دی تھی اور ان کا گریڈ20 تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس جونیئر ونگ سکول کے میٹر سے بجلی استعمال کرنے کے عوض کٹوتی کرواتی تھی۔

(د) نہ یہ وارڈن کی رہائش گاہ تھی اور نہ ہی یہ تدریسی کمرے تھے یہ سابقہ دفاتر کے کمرے تھے جو کہ تدریسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو رہے تھے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ ہاسٹل کا وجود تھا جبکہ اب ادارہ میں ہاسٹل نہیں ہے اور نہ کوئی طالب علم رہائش پذیر ہے۔ سینئر ونگ کے ہاسٹل میں ایک ایس ایس ٹی سہیل منظور رہائش پذیر ہے۔ بورڈ آف گورنر نے رہائش خالی کرنے کے لئے نوٹس جاری کیا ہوا ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کیس کیا ہوا ہے۔

(و) مذکورہ ہیڈ مسٹریس نے 2009۔10۔14 کو رہائش خالی کر دی ہے جبکہ محمد اشرف ناز گوندل سابقہ ہیڈ ماسٹر جنہوں نے اجازت دی تھی وہ 2009۔11۔31 کو ریٹائر ہو چکے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2007: جناب یحییٰ گل نواز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز زنانہ / مردانہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں ایلیمنٹری، ہائی اور ہائر سیکنڈری مدارس کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز کی بار بار ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور یہ کس کے حکم کے مطابق کی گئی؟

(د) ایڈجسٹمنٹ کا معیار کیا تھا؟

(ہ) گورنمنٹ کی طرف سے ایڈجسٹمنٹ کی پالیسی کیا تھی، کاپی مہیا کریں کیا اس پالیسی پر رولز کے تحت عمل کیا گیا؟

(و) کتنے زنانہ / مردانہ ایلیمنٹری ہائی اور ہائر سیکنڈری مدارس ابھی تک بغیر انگلش ٹیچرز کے ہیں ان کی فہرست مہیا کریں نیز ان میں ابھی تک انگلش ٹیچرز کی ایڈجسٹمنٹ کیوں نہ کی گئی؟

(ز) ابھی تک ایڈجسٹمنٹ ہونے اور نہ ہونے والے زنانہ / مردانہ اساتذہ کے نام اور ان کی تعداد کیا ہے؟

(ح) ایڈجسٹمنٹ ایک ہی آرڈر کے تحت عمل میں کیوں نہ لائی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) انگلش ٹیچرز کی کل تعداد926ہے جن میں زنانہ کی تعداد660ہے اور مردانہ کی تعداد266 ہے۔

(ب)

ایلیمنٹری زنانہ	مردانہ	ہائی زنانہ	مردانہ	ہائر سیکنڈری زنانہ	مردانہ
132	87	99	86	13	05

(ج) حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق ہر ایلیمنٹری، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز میں ایک انگلش ٹیچر کی ایڈجسٹمنٹ ہوئی، دوبارہ لیٹر جاری ہوا کہ دو انگلش ٹیچرز ہیں۔ بعد ازاں تیسری دفعہ لیٹر جاری ہوا کہ ہائر سیکنڈری سکولز میں تین انگلش ٹیچرز ایڈجسٹ ہو سکتے ہیں اور یہ گورنمنٹ آف پنجاب کے لیٹر SO(SE-III)216/2007 مورخہ 2007-09-24 کے مطابق کی گئی۔

(د) جیسا کہ جز(ب)میں بیان کیا گیا ہے۔

(ہ) پالیسی / لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ایلیمنٹری سکول، ہائی سکول (زنانہ، مردانہ) جن کی تعداد 50 ہے جہاں انگلش ٹیچرز نہ ہیں ان سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) تمام انگلش ٹیچرز جن کی کل تعداد926 ہے ایڈجسٹ ہو چکے ہیں۔ ان زنانہ، مردانہ اساتذہ کے نام اور ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) حکومت کی پالیسی کے مطابق مرحلہ وار ایڈجسٹمنٹ کی گئی۔

کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی رخصت مع تنخواہ دینے کا مسئلہ

*2128: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مستقل خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی لیو مع تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی لیو بغیر تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ج) کیا اس تضاد کی وجہ سے کنٹریکٹ خواتین کے ساتھ زیادتی نہیں ہے جبکہ میٹرنٹی لیو مع تنخواہ تمام خواتین کا بنیادی حق ہے؟

(د) کیا حکومت کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو بھی مستقل خواتین اساتذہ کی طرح میٹرنٹی لیو مع تنخواہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ تمام کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو مورخہ 2009-10-14 سے ریگولر کر دیا گیا ہے۔ جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا تمام خواتین کنٹریکٹ اساتذہ کو ریگولر ہونے کے بعد وہ تمام سہولیات بشمول (Maternity Leave) لیو رولز 1981 کے تحت مع فل تنخواہ حاصل ہیں۔

(ج) جز (ب) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

(د) تمام کنٹریکٹ اساتذہ کو مورخہ 2009-10-14 سے ریگولر مستقل اساتذہ کی طرح میٹرنٹی لیو مع فل تنخواہ کی سہولت حاصل ہو گئی ہے۔

محکمہ میں 40 سال سے کم عمر ملازمین کا عورتوں کے دفاتر میں ڈیوٹی کرنے کا مسئلہ

*2129: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر PA/DS/(EE)/198/PHISE/جون 1998 کے ذریعے ہدایات جاری کی ہیں کہ 40 سال سے کم عمر مرد سٹاف کو عورتوں کے دفاتر اور انسٹیٹیوشنز میں نہ لگایا جائے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع رحیم یار خان میں اس پر عمل ہو رہا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ضلع میں عورتوں کے تمام دفاتر اور سکولوں میں تعینات مرد سٹاف کے نام، عہدہ جات، عمر اور تعیناتی کی تاریخ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ضلع میں عورتوں کے دفاتر میں تعینات مرد سٹاف کا تبادلہ کر کے ان کی جگہ خواتین سٹاف لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! عمل ہو رہا ہے۔

(ج) 43 افراد جو خواتین کے دفاتر اور سکولوں میں تعینات مرد سٹاف کے نام، عہدہ جات، عمر اور تعیناتی کی تاریخ کی تفصیل فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) خواتین سٹاف میسر نہ ہے اس لئے فی الحال درآمد مشکل ہے جب تک باقاعدہ بندوبست نہیں کیا جاتا۔

صوبہ کے تعلیمی اداروں میں ڈرائنگ / فزیکل ایجوکیشن
کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*2150: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں محکمہ تعلیم کے قائم سکولوں میں عربی، ڈرائینگ اور فزیکل ایجوکیشن میں اساتذہ کی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع کے سکولوں میں بالعموم اور ضلع بہاولنگر کے سکولوں میں بالخصوص مذکورہ مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں، جن کو تاحال پر نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو پر نہ کرنے کی ٹھوس وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(1) پنجاب بھر میں ضلع بہاولنگر سمیت 2009 میں باقاعدہ تمام اسامیوں پر بھرتی کی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(11) ریٹائرمنٹ/پروموشن کے نتیجے میں اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں جو اس وقت بھی محکمہ میں موجود ہیں۔ مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کرنے کے لئے عملدرآمد جاری ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عربی ٹیچرز کی 1401، ڈرائینگ ٹیچرز کی 259 اور فزیکل ایجوکیشن کی 2643 پوسٹیں خالی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں عربی اور ڈرائینگ اساتذہ کی تمام خالی اسامیاں اہل امیدواران کے ذریعے پر کر دی گئی ہیں لیکن فزیکل ایجوکیشن اساتذہ کی 147 مشتہر اسامیوں پر صرف 56 اہل امیدواران دستیاب ہو سکے ہیں اور 91 اسامیاں خالی رہ گئی ہیں۔ مورخہ 2010۔04۔05 کو فزیکل ایجوکیشن کی 91 اسامیاں مشتہر کی گئی ہیں جو کہ مستقبل قریب میں اہل امیدواران کی دستیابی پر پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) موجودہ حکومت نے سال 09۔2008 میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے کنٹریکٹ ریکروٹمنٹ پالیسی جاری کی ہے جن میں مذکورہ اسامیوں کو شامل کیا گیا ہے۔ تمام اضلاع نے امیدواران سے درخواستیں طلب کرنے کے لئے اخبار میں اشتہارات بھی دے دیئے ہیں اور یہ اسامیاں مستقبل قریب میں پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع بہاولنگر کے اساتذہ کو ٹیچر PACKAGE کے تحت مراعات دینے کا معاملہ

*2151: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے یکم ستمبر 2007 سے محکمہ تعلیم کے اساتذہ کو ٹیچرز package دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ماسٹر package کے تحت ہائر سکیل موبائلٹی الاؤنس برائے ایجوکیٹرز ماہانہ -/450 روپے، سائنس الاؤنس ماہانہ -/600 روپے، ہیڈ ٹیچرز ماہانہ -/600 روپے اور ہائر کوالیفکیشن الاؤنس دیا جانا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں تاحال مذکورہ package کے تحت مراعات نہ دی گئی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیچرز package کے تحت ضلع بہاولنگر کے اساتذہ کو بھی مراعات دینے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ محکمہ تعلیم کی طرف سے ضروری ایوارڈ جاری ہو چکے ہیں تاہم بوجہ عدم دستیابی بجٹ ان پر پوری طرح عملدرآمد نہ ہوا ہے۔

(د) مطلوبہ بجٹ کے لئے حکومت پنجاب کو بتوسط (E D O (P&F تحریر کیا جا چکا ہے۔ بجٹ منظور ہونے پر مکمل عملدرآمد ہو جائے گا۔

ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2184: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد مع رقبہ سکول وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات کو حکومت کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز سردیوں کے دوران ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو متبادل جگہ دینے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز جن کی زمین موجود ہے کی تعداد نو ہے جن میں سے آٹھ بوائز پرائمری سکول اور ایک گرلز پرائمری سکول ہے۔ تفصیل بعد از مرجنگ فریش سروے رپورٹ برائے شیلٹر لیس سکول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان نو شیلٹر لیس پرائمری سکولوں میں 21 اساتذہ، 1118 طالب علم زیر تعلیم ہیں اور کل رقبہ 17 کنال 16 مرلہ ہے۔ سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت ان شیلٹر لیس سکولوں کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جونہی فنڈز کی فراہمی شروع ہو گی تعمیراتی کام کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ سکول پہلے سے ہی متبادل جگہ پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج نعت کے لئے جو صاحب یہاں پر آئے، میں جانتی ہوں کہ شاعری میں وہ نئے تھے اور انہوں نے بہت اچھی نعت پڑھی ہے۔ شاعری میں تشبیہہ اور استعاروں کا استعمال ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے لفظ "تماشا" کو استعارہ یا تشبیہہ کے لئے استعمال کیا گیا، میں اس لفظ پر object کرتی ہوں اور میں آپ سے یہ request کرتی ہوں کہ باقی نعت بہت بہترین تھی اور پڑھی بھی بہت اچھی تھی لیکن آئندہ ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ اس کے لئے میرا دینی علم ہے کیونکہ علماء کے برابر میں نے Islamic country سے پڑھا ہوا ہے۔ بے شک آپ اس کے لئے فتویٰ لینا چاہتے ہیں تو وہ بھی لے لیں۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے نعت میں جو لفظ تشبیہہ یا استعارہ کے استعمال کئے گئے ہیں وہ آئندہ استعمال نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بات سن لی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی حاجی غلام رسول شادی خیل کی وفات پر دعائے مغفرت

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ حاجی غلام رسول شادی خیل آف میانوالی ہمارے ساتھ ممبر رہے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی رہے ہیں، آج ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے بیٹے امانت بھی last time ہمارے ساتھ ممبر تھے اس لئے میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات درست ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ان کا جنازہ ہو چکا ہے اور کیا وہ دفنائے جا چکے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جی، تقریباً ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، تقریباً کی بات نہیں ہے۔ صحیح بتائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جنازہ ہو چکا ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر حاجی غلام رسول شادی خیل کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری ایک request ہے۔ میرا ایک سوال نمبر1860 جو بہت اہم ہے اور کسی فرد واحد کے لئے یہ سوال نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے جتنے بھی اساتذہ ہیں، ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے یا حق تلفی ہو رہی ہے ان سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس کے لئے آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال pending نہیں ہو گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! آپ بے شک سوال دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ بعد میں میرے ساتھ یا سیکرٹری صاحب سے بات کرلیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وقفہ سوالات میں ضمنی سوالات کے حوالے سے تین سوالوں کی پابندی کے بارے میں جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بڑی محنت سے یہ سوال تیار کرتے ہیں۔ پہلے ہی ان سوالات کے جوابات سال دو سال بعد آتے ہیں اور جب یہ جوابات آتے ہیں تو سوال کی نوعیت اور جواب کی نوعیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے ایوان میں ایک ruling دی ہے جس کے تحت سوال پر صرف تین منٹ بات ہو سکتی ہے۔ آپ نے ruling یہ دی ہے کہ جس پارٹی کا سوال ہو اسی پارٹی کا ممبر ہی اس کے behalf پر بولے گا۔ میں اب آپ سے یہ ruling لینا چاہوں گی کہ آپ نے یہ جو ruling دی ہے کیا یہ Rules of Procedure کے تحت دی ہے؟

جناب سپیکر: یہ ہماری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا اس میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہ تشریف فرما تھے اور ان کی موجودگی میں متفقہ طور پر ہمارا آپس کا فیصلہ طے ہوا تھا۔ بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ پھر وقفہ سوالات کا وقت کم از کم دو گھنٹے کر دیں تاکہ سب کے سوال تو آسکیں۔

جناب سپیکر: جی، اس اجلاس کے بعد ہم دوبارہ اس کو دیکھتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم لوگ 1985 سے لے کر آج تک لاہور ہائیکورٹ کے سرگودھا بنچ کے لئے بر سر پیکار ہیں لیکن ہمارے سرگودھا ڈویژن کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے کہ فیصل آباد ڈویژن کی Ministry of Law پنجاب نے ایک سمری بنا کر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو بھیج دی ہے کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ کا ایک بنچ بنا دیا جائے مگر سرگودھا میں وکلاء کی تعداد بھی زیادہ ہے، cases کی تعداد بھی زیادہ ہے اور فاصلے کے لحاظ سے بھی سرگودھا ڈویژن جس میں ضلع بھکر کہاں جا کر ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھ لگتا ہے جو کہ سرگودھا ڈویژن پر مشتمل ہے تو ہمارے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے تو میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر action لے اور سرگودھا میں ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔ اگر حکومت فیصل آباد کو بنچ دینا چاہتی ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سرگودھا میں بھی ہائیکورٹ کا بنچ بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: پنجاب حکومت نے اس کی سمری بھیجنی ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! Ministry of Law نے اس کی سمری بھیجی ہے۔

جناب سپیکر: میرا نہیں خیال کہ۔۔۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ بات بالکل confirm کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے جس پر میں صرف آپ کی ruling چاہوں گا کیونکہ DEOs غلط جوابات دیتے ہیں جس کی وجہ سے منسٹر صاحب کو بھی بڑی embezzlement ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے منسٹر صاحب سے علیحدگی میں مل کر بات کر لیں۔ اگر انہوں نے غلط جواب دیا ہے تو اس کا notice لیا جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ کے پیچھے ہم نے ٹی وی کی سکرین پر ایک دہشتگرد کی تصویر دیکھی تھی تو وہی تصویر (محترم نوید انجم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) میری پیچھے والی سیٹ سے بار بار دکھائی دیتی ہے جسے دیکھ کر خوف سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مہربانی کر کے ان سے ہمیں بچائیں کہ کہیں یہ وہی شخص تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کو اور انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ سندھو صاحب! رانا منور غوث کی بات کے حوالے سے جنرل پالیسی بتائیں کہ وہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! پالیسی یہ ہوتی ہے کہ پہلے سمری چیف جسٹس کو بھیجی جاتی ہے وہاں سے ان کی consent آتی ہے پھر گورنر صاحب اس پر دستخط کرتے ہیں تب سیکشن (4)198 کے تحت سرکٹ بنچ یا دوسرا بنچ کسی جگہ پر بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ قانون اسے تحرک کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہ کابینہ کا فیصلہ ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد یہ سمری چیف جسٹس کے پاس جاتی ہے اور پھر گورنر صاحب کے پاس اور اس کے بعد سیکشن (4)198 کے تحت عمل ہوتا ہے۔ ہمیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ سرگودھا میں بنچ بنے۔

جناب سپیکر: آپ انہیں بھی کوئی طریقہ یا راستہ بتائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہمیں فیصل آباد بنچ بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ وہاں پر بھی بننا چاہئے لیکن سرگودھا میں بھی ہمارا مطالبہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ بیٹھ کر ایک طریق کار کے مطابق بات کریں اور اس طریقے کو اختیار کریں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہوتا ہے اور میرے خیال میں آج کسی صاحب کی طرف سے کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے تو اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس پرin put دیں جو میں بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ آپ کیا کرنے لگے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے بنچز بہت بن گئے، یہ بننے چاہئیں یا نہیں لیکن ریکارڈ کے لئے میں بات کرنے لگا ہوں کہ آج تک سپریم کورٹ آف انڈیا نے کوئی بنچ کہیں نہیں بننے دیا صرف دہلی کا فیڈرل بنچ ہے۔ آپ خود انڈیا ہو کر آئے ہیں تو وہاں کسی ریاست کا کہیں کوئی بنچ نہیں بن رہا۔ چونکہ اس سے بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ عوام کو سستا انصاف نہ دیا جائے، بالکل دیا جائے لیکن یہ اس کا حل نہیں ہے۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر بھارت جیسے بڑے ملک نے کوئی بنچ نہیں بنائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ان کاjudiciary کا اپنا معاملہ ہے آپ انہیں کیوں چھیڑ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب سپیکر! لیکن آپ کو بھی پتا ہے کیونکہ آپ وہاں سے ہو کر بھی آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں اور میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 386 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے جس کا آج جواب آنا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں کہ ضلع کچہری مال خانہ میں سامان کی حفاظت کے لئے سکیورٹی موجود ہے۔ جہاں تک سامان کے خراب ہونے کا تعلق ہے اس کا خیال ڈی سی او آفس کا سٹاف خود رکھتا ہے اور اس کا جواب وہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس جواب سے مجھے خود حیرت ہوئی ہے کیونکہ ان کی طرف سے جواب لے کر دینا آپ کا کام ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں محکمے کو دوبارہ کہتا ہوں کہ اس کا جواب لے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے pending کیا جاتا ہے اور اس کا مکمل جواب دیجئے جس سے اس ایوان کو اطمینان ہو۔ اگلی تحریک بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی 421 ہے جس کا جواب آنا ہے۔

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ وافسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے کہ لبرٹی چوک میں بگ سٹی پلازہ کے مالک نے چند برس قبل بوقت تعمیر گرین بیلٹ کو ملبہ وغیرہ کے لئے استعمال کیا اور عدالت سے حکم امتناعی جاری کروالیا۔ اس کے خاتمے پر ایل ڈی اے نے پلازے کے غیر قانونی حصے کو گرانا شروع کر دیا جس وجہ سے گرین بیلٹ بحال کرنا مناسب نہ تھا۔ یہ واحد تکون

ہے جہاں ٹیپا نے curb stone ابھی لگانا ہے جونہی ٹیپا curb stone مکمل کر لے گی تو برسات کا موسم شروع ہوتے ہی اسی مون سون میں گرین بیلٹ کو بحال کر دیا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وہاں پر تو پلازہ والوں نے پارکنگ بنائی ہوئی ہے اور وہ بالکل ہی پی ایچ اے کے کنٹرول یا استعمال میں نہیں ہے بلکہ وہ ابھی تک پلازہ کے مالک کے استعمال میں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ پلازہ کے مالک کے استعمال میں ابھی تک وہ گرین بیلٹ ہے اور وہ چیلنج کر رہی ہیں آپ کی اس بات کو کہ آپ کو ملنے والی رپورٹ صحیح نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پی ایچ اے کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسے verify کروائیں اور اس کی چیکنگ کروا کر ایوان میں پیش کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ کس قانون اور ضابطے کے تحت لیز پر دی گئی تھی کیونکہ کوئی ایسا قانون ہی نہیں ہے اور پی ایچ اے لیز پر نہیں دے سکتا تو یہ لیز پر کیوں دی گئی تھی اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔ اگر کوئی case سامنے آتا ہے تو پٹواریوں اور کلرکوں کے خلاف ہی کارروائی ہو جاتی ہے اور افسران کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟

جناب سپیکر: یہ دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے نوٹ کر لی ہے اور اس کا مکمل جواب منگوا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 422 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے جس کا جواب آنا ہے۔

لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں بے جا اضافہ، دہشتگردوں میں شامل ہونے کے خدشہ پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضلع ہذا میں سال رواں میں 1632 بھکاریوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ جہاں تک ٹریفک اشارے پر بھکاری کا لیفٹیننٹ کو قتل کرنے کا تعلق ہے تو وہ دراصل مورخہ 08-02-25 کو دو بج کر 40 منٹ پر دن بمقام مال روڈ بالمقابل نادرا سنٹر جنرل مشتاق احمد بیگ صاحب جو کہ دہشت گردی کا نشانہ بنے اور شہید ہوئے جس پر مقدمہ نمبر 10/114 تھانہ آر اے بازار درج رجسٹر ہوا۔ ملزمان بھکاری کے روپ میں نہ تھے بلکہ وہ عام آدمی کے روپ میں دہشت گرد تھے جنہوں نے دہشت گردی کا یہ وقوعہ سرزد کیا تاہم ضلع بھر کے ایس ایچ اوز، ایس ڈی پی اوز اور ایس پی اوز کو سختی سے ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے علاقے کی کڑی نگرانی کریں اور بھکاریوں پر خصوصی نظر رکھیں تاکہ بھکاریوں کے روپ میں کوئی دہشت گردی کا وقوعہ سرزد نہ ہو اور بھکاریوں کے خلاف زیادہ سے زیادہ کارروائی ضابطہ عمل میں لائیں تاکہ وہ اس لعنت سے باز رہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرا نہیں بلکہ اس ایوان کے ہر ممبر کے حلقے کا یہ مسئلہ ہے تو اسے آپ ایوان میں بحث کے لئے منظور کریں تاکہ ہر ممبر اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 423 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اور اس کا بھی جواب آنا ہے۔

حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اخباری بیان درست نہ ہے بلکہ پہلی جماعت کے لئے بہت مختصر نصاب مقرر کیا گیا ہے جس کے 960 صفحات ہر گز نہ ہیں۔ ریاضی کے 96 صفحات، سائنس کے 50، اردو، انگریزی قاعدہ کے 40 صفحات، English step 1 کے 30 اور اردو کتاب کے 40 صفحات ملا کر کل 256 صفحات پر مشتمل نصاب رائج کیا گیا ہے جس کے نصف سے زائد صفحات زبانی سرگرمیوں کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اخباری بیان پر آپ مہربانی کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں تو بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بس اب یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ان کے علم میں بات آگئی ہے انہوں نے اس کے بارے میں اپنی ساری پالیسی بتا دی ہے۔ اگلی تحریک 431 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔ منسٹر صاحب! کیا آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز ممبر کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔

As per report from The Medical Superintendent, T.H.Q Hospital, Kahutta dead body of one Mr. Zakir Tariq s/o Tariq Mahmood was brought to the hospital at 3:30 pm on 4th May 2010. Dr. Akram Ikram Medical Officer on evening duty conducted two medico legal examinations of two injured persons during 3:30 pm to 4:30 pm.

At 4:30 pm Honourable MPA Col. (Retd) Shabbir Awan came to the hospital along with 10 to 12 people. The Respected MPA, who was probably misguided by the relatives of the deceased, met Dr. Akram Ikram and asked about the doctor on duty. Dr. Akram Ikram told that he

was on duty. The MPA and accompanied persons protested that the postmortem has been delayed by the Medical Officer, though the dead body was brought in the hospital at 3:30 pm. The Respected MPA manhandled Dr. Akram Ikram saying that the postmortem has been delayed. Then the MPA and Medical Officer along with the people went to mortuary, where the dead body was laid and a Policeman was preparing the Inquest Report. Respected. MPA went back to police station.

At 6:00 pm the MS, came to know about incident in the hospital and went to the mortuary where Medical Officer was conducting postmortem examination and came back without asking about the incident as the doctor was busy in postmortem. On his way back the MS, met the respected MPA Col. (Rtd) Shabbir Awan and Ex-MNA Ghulam Murtaza Satti and offered them a cup of tea in his office which they refused as they had some other commitment.

Next day the news spread everywhere in the hospital through the two employees of the hospital who were witness of the incident. Incidentally there was a routine meeting of Medical Officers of Tehsil Kahutta and Tehsil Kallar Syedan in the office of Deputy District Officer Health Kahutta who after knowing about the incident gathered and constituted a Committee to discuss further course of action. The Committee decided to follow the legal way and all the staff, Medical Officers and the Specialists of both the tehsils went to Police Station Kahutta with banners and posters silently requesting for legal proceedings. The police registered an FIR and the staff came back to their duty on the same day and did not propagate any thing about the incident.

The Seniors Officers of the Police from Rawalpindi investigated the incident and similarly Senior Officers of Health Department also inquired the matter on second and third day consecutively.

The employees of the Tehsil Headquarter Hospital are performing their duty with zeal and spirit and with full dedication.

The Health Department assures that we have all the regard and due respect for the Honourable MPA.

جناب سپیکر: جی، اعوان صاحب!

لیفٹننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ totally غلط رپورٹ ہے اور totally جھوٹ ہے۔ میری صرف request یہ ہے کہ اس کو بے شک ایوان میں بحث کے لئے نہ کریں۔ please order Secretary Health to hold an inquiry into this incident پھر وہ آپ کے پاس پیش کرے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری ہیلتھ کو لکھا جائے کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کرے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جیسا آپ نے حکم فرمایا ہے ویسے ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

لیفٹننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ٹائم بتا دیا جائے کہ اس کی انکوائری رپورٹ کب تک آ جائے گی؟

جناب سپیکر: اس کی انکوائری مکمل کروا کر اس کی رپورٹ next session میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک شیخ علاؤالدین کی ہے جس کا نمبر 394/10 ہے۔ شیخ صاحب! ذرا ٹائم کا خیال رکھنا۔ میرے خیال میں صرف پانچ منٹ باقی رہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میرا وقت آتے ہی گھڑی تیز ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بس ذرا جلدی کریں، آپ کی بات سن لیتے ہیں۔

مارکیٹ میں دستیاب کھلونوں میں زہریلے مادے کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی دماغی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بازار میں ملنے والے زیادہ تر کھلونوں میں Toxic Material اور کیمیکل کی مقدار خطرناک حد تک زائد پائی گئی ہے۔ Lead اور cadmium کا استعمال بے دریغ کیا جا رہا ہے۔ یہ خطرناک Toxic Material نہ صرف ملک میں تیار کئے گئے کھلونوں بلکہ تمام imported اور چائنا وغیرہ سے جن کی درآمد بے دریغ ہو رہی ہے پائے گئے ہیں۔ پنجاب میں ان کھلونوں میں Toxic Material کو چیک کرنے کا قطعاً کوئی انتظام نہ ہے۔ چائنا یا کسی بھی ملک سے درآمدی کھلونوں اور ملک میں تیار کئے گئے تمام کھلونے مع سائیکلیں اور کھلونا کاریں وغیرہ اس خطرناک Toxic Material سے لبریز ہیں جن کی وجہ سے معصوم بچے وہی ہاتھ جن سے وہ کھیلتے ہیں منہ میں لے لیتے ہیں یا خوراک کے ساتھ ان کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ سب سے خطرناک بات جو ریسرچ سے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس material کا براہ راست اثر دماغی نشوونما پر ہوتا ہے۔ ایسے تمام کھلونے جن میں Toxic Material کی کسی بھی قسم کی ذرا سی بھی مقدار پائی گئی ہے کو بہت سے ممالک نے نہ صرف اپنے سٹاک ضائع کر دیئے ہیں بلکہ ان کے importers اور بنانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی ہے۔ تقریباً دو کروڑ کھلونے صرف امریکہ کی مارکیٹ سے واپس لے کر ضائع کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومت ہندوستان نے بھی ملک میں بکنے والے تمام کھلونوں میں toxicity check کو لازم قرار دے دیا ہے۔ انہوں نے کھلونوں کو دو طرح کی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک نرم کھلونے جو نرم material سے بنائے جاتے ہیں دوسری طرف سخت material والے میٹل کھلونے ہیں۔ دونوں ہی طرح کے کھلونوں کا انتہائی باریک بینی سے فوری جائزہ لینا ضروری ہے۔ ایک طرف والدین کروڑوں روپیہ اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ کھلونے بچوں کی صحت کے لئے alarming صورت اختیار کر چکے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس میں صرف ایک فقرہ add کروں گا۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ ایک difficult کام ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر آپ صرف یہ ruling دے دیں کہ حکومتی اشتہارات کے نیچے والدین کی education کے لئے لکھ دیا جائے کہ آپ جو کھلونا بچے کے لئے لے رہے ہیں اس میں دیکھ لیں کہ paint اور lead کی مقدار کیا ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسی session میں اس کا جواب آجائے گا پھر دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو next Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری اگلی تحریک نمبر 395 یہ NGOs کے بارے میں ہے اگر آپ مجھے دو منٹ دے دیں تو دو منٹ میں پڑھ دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، جی! پھر آپ پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

پنجاب میں این جی اوز کی مشکوک سرگرمیاں

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں این جی اوز کی بہت بڑی تعداد جواب ہزاروں میں ہو گئی ہے کی کوئی نگرانی کرنے والا نہ ہے ان "این جی اوز" کی سرگرمیاں نہ صرف مشکوک ہیں بلکہ وطن دشمن عناصر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں

این.جی اوز کی چھتری تلے بے دھڑک کام کر رہے ہیں۔بظاہر یہ بہت بڑی تعداد میں این.جی اوز (social service) صحت اور تعلیمی میدانوں میں کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن غیر ملکی ڈونر نے بغیر حکومت کو بتائے بڑی بڑی رقومات جو اکثر اوقات کروڑوں میں ہیں ان این جی اوز کو براہ راست ادا کی ہیں۔یہ رقومات جو اصل میں معاشرے کے پسے ہوئے طبقات پر خرچ کرنے کا کہہ کر لائی گئی تھیں لیکن یہ رقومات بڑی بڑی نامور شخصیات نے ذاتی نمود و نمائش، آسائشوں اور رہائشوں پر خرچ کر دی ہیں اور مسلسل کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ قوانین میں بھی این.جی اوز کی تمام سرگرمیوں کو کسی حد تک monitor کیا جاسکتا ہے لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ Monitoring Authorities ان این.جی اوز کے سامنے بے بس ہیں۔ آج بھی صورتحال یہ ہے کہ دھڑا دھڑ نئی این.جی اوز محض اس لئے بنائی جارہی ہیں تاکہ دنیا بھر سے بڑی تعداد میں رقومات ہتھیائی جاسکیں۔ اس معزز ایوان کے سامنے صرف ایک این.جی اوز جو ایک مشہور بیوٹیشن نے ایسی لڑکیوں کے لئے جن کے چہرے یا جسم پر تیزاب ڈالنے کی وجہ سے جل جاتے ہیں اور ان این جی اوز کا نام Smile Again ہے کے بارے میں جو اطلاعات ملی ہیں اور Internet پر بھی موجود ہیں کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئے تھے لیکن ان این.جی اوز کی اصل ڈوریاں کہیں اور ہیں جن کو اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سخت monitoring کی ضرورت ہے۔اسی طرح وہ تمام این.جی اوز جو انتہائی مہنگے سکولوں پر قبضہ کر رہی ہیں ان کی کارکردگی اور عزائم کیا ہیں؟ مختاراں مائی جیسی خواتین کی این جی اوز کا اصل کردار تو اب کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ ان شخصیات نے ملک کی بدنامی کے ذریعے کیا کیا ذاتی مفاد حاصل کئے وہ بھی کوئی راز نہ ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ صوبہ پنجاب میں این.جی اوز کی رجسٹریشن کے لئے مختلف قوانین موجود ہیں جن میں سے محکمہ سماجی بہبود Voluntaries Social Welfare Agencies R and C Ordinances 1961 کے تحت این.جی اوز کو رجسٹرڈ کرتا ہے اس وقت پنجاب میں تقریباً سات ہزار این.جی اوز اس قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔اس قانون کے تحت رجسٹرڈ این.جی اوز سالانہ بنیادوں پر اپنے حسابات کی

پڑتال کسی بھیChartered Accountantسے کروانے کی پابند ہیں اور اس رپورٹ کی ایک کاپی محکمہ کو جمع کروانے کی پابند ہیں مزید برآں محکمہ کے افسران این جی اوز کا وقتاً فوقتاًvisitکرتے رہتے ہیں اور اگر ان کی غیر قانونی سرگرمیوں کے بارے میں اگر کوئی اطلاعات ہوں تو ان کے خلاف ایکشن بھی لیا جاتا ہے کیونکہSmile Againاور مختاراں مائی کی این جی اوز محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہیں لہذا محکمہ کو ان کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ محکمہ نے اس سلسلے میں کوئی تادیبی کارروائی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف آپ کی اجازت سے منسٹر صاحب سے ایک گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب businessman ہیں اور خود بھی سمجھتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ Chartered Accountant سے ان کا audited ہوتا ہے۔ میں نام نہیں لوں گا اور آپ بھی سب سمجھتے ہیں کہ chartered accountant کو فیس دی جائے تو وہ audited کی مہر لگا دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پچھلے دنوں ریکارڈ پر موجود ہے کہ ابرار الحق اور ایک اور صاحب جو گانے گاتے ہیں انہوں نے ٹی وی پر بیٹھ کر سب کے سامنے جھگڑا کیا کہ 60 کروڑ روپیہ کہاں گیا۔ تو یہ جو انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ helpless ہے ایسی بات نہیں ہے اور audited report بنانا کوئی مشکل کام نہ ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ اس کو آپ بحث کے لئے منظور کریں اور میں ثابت کروں گا کہ این جی اوز کیا کر رہی ہیں؟ آپ بھی ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ ان این جی اوز کا اصل کردار کیا ہے اور یہ پیسا کہاں سے کہاں ضائع ہو رہا ہے اور یہ این جی اوز کن کے ایجنڈا پر کام کر رہی ہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کو آپfor general discussion admitکر لیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن این جی اوز کے بارے میں معزز رکن نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی ان کے بارے میں، میں نے عرض کیا ہے کہ وہ

ہمارے محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہیں لہذا محکمہ کو ان کے خلاف ابھی تک کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی محکمہ نے ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک argument پیش کروں گا اور آج فیصلہ آپ سے چاہوں گا۔ منسٹر صاحب کے پاس ایکسائز کا بھی قلمدان ہے تو اگر ایک آدمی شراب بیچ رہا ہے اور ان کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے تو کیا یہ اسے نہیں پکڑیں گے؟ ایک آدمی شراب بیچ رہا ہے اور PC, Ambassador, Avari میں نہیں بیچتا کسی اور جگہ بیچتا ہے ان کا ابھی argument یہ تھا کہ میرے پاس رجسٹرڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: سردار سلیم اختر صاحب آپ کی طرف گھور رہے ہیں، خیر ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دے دیں کہ اگر ایک آدمی رجسٹرڈ نہیں ہے تو اس کے لئے جرم جائز ہے؟

جناب سپیکر: اس پر ruling کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے میرا argument مان لیا۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات نہیں ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تو پھر آپ اس کو general discussion پر لے جائیں اور یہ انتہائی عجیب argument ہے کہ میرے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے اس لئے کارروائی نہیں ہو سکتی تو پھر شراب کی بھی اجازت دے دی جائے اور جو ان کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے تو وہ شراب اور افیون بیچے۔

MR. SPEAKER: Accepted for general discussion.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! God bless you.

جناب سپیکر: with in two days بحث کے لئے رکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Thank you Today is the special day for me. I am grateful

جناب سپیکر: .Accepted for general discussion till Thursday تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ سردار صاحب! آپ کی تحریک رہ گئی ہے میں نے کوشش تو بہت کی ہے کہ میں ادھر پہنچ پاؤں لیکن sorry جی۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کے بعد اب باری آتی ہے زیر التواء قرارداد کی۔ یہ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں، وہ لابی میں تو نہیں بیٹھی ہیں اگر ہیں تو اندر آجائیں اور آپ کا مسئلہ سامنے ہے۔ جی، زوبیہ رباب ملک صاحبہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا disposed of کی جاتی ہے۔ جی، اگلی پہلی قرارداد ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر تشریف فرما نہیں ہیں، disposed of کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہنا ہے ہمیں پھر بھی آواز نہیں سنائی دی۔ جی، next، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری کی طرف سے ہے۔ تشریف رکھتے ہیں، نہیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں تو اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا کر دوں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، جی! یہ تو جو بھی ہو گا اب آپ کے سامنے ہو گا۔ یہ جن کی قرارداد ہے ان کو آنا چاہئے تھا اب اگر وہ نہیں آئے تو پھر میں کیا کروں مجھے تو اس کو dispose of کرنا پڑے گا۔ میں آپ کے کہنے پر ایک آدھ منٹ اور انتظار کر لیتا ہوں۔ میں دوبارہ آواز دیتا ہوں اگر وہ ہیں تو آجائیں۔ جی، میرے خیال میں اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی قرارداد میاں نصیر صاحب کی ہے۔ دیکھیں یہ

کہیں بیٹھے ہوں گے۔ میاں نصیر صاحب! میاں نصیر احمد صاحب ایم پی اے، میاں نصیر احمد صاحب! تشریف نہیں رکھتے لہذا It is disposed of.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ سب کے لئے برابر ہے۔ it is disposed of. اب جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کی قرارداد ہے۔ جی، جناب طاہر اقبال چودھری!۔۔۔ یار کچھ تو خُدا کا خوف کھاؤ۔ کیا کر رہے ہیں؟ میں بول بول کے تھک گیا ہوں وہ آتے نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ بول بول کر تھک جائیں تو ہمیں موقع دے دیا کریں۔ میں بات کرنا چاہتا تھا تب آپ نے توجہ نہیں فرمائی اگر آپ اب حکم کریں تو میں اب بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: چلیے میں کچھ کہہ لیتا ہوں۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے سرگودھا کے لئے ہائیکورٹ کا بنچ مانگا تھا جس پر شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی اظہار خیال کیا اور ہندوستان کی مثال دی۔ میں بھی ہندوستان جا چکا ہوں بنگلہ دیش، بھارت، پاکستان پیپلز فورم کی دعوت پر تو ایسی وہاں پر کوئی بات نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے درست بات کہی میں اتفاق کرتا ہوں لیکن پاکستان کے اندر بھی میں اس کے خلاف ہوں۔ یہ سازش بنچ اور بار کی طاقت کو توڑنے کے لئے ہے یہ قطعاً ہر جگہ ہائیکورٹ کا بنچ نہیں بننا چاہیے۔ یہ بنچ اور بار کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔ بے حد شکریہ

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہ delay جان کر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بغیر مائیک کے آپ بات کرتے ہیں تو وہ cross talk میں آتی ہے۔ اب چوتھی قرارداد طاہر اقبال چودھری صاحب کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وہ چھٹی پر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی درخواست آئی ہے؟ میرے پاس تو نہیں آئی۔ جی، یہ disposed of کی جاتی ہے۔ اب اگلی قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب the great.

تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ میں ہیپاٹائٹس سنٹر کے قیام کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔"

جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کے علاج معالجے کی سہولت ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی میں موجود ہے جو کہ بورے والہ شہر سے صرف تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ موجودہ حکومت نے صوبہ بھر میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تشخیص اور علاج کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے 884 ملین روپے کی لاگت سے ایک پروگرام منظور کیا ہے جس کے تحت ہر ضلعی ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں لیبارٹری کی سہولیات بہتر بنانے اور علاج معالجے کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔ تاہم حکومت کی مروجہ پالیسی کے مطابق تحصیل level ہسپتالوں میں ابھی ہیپاٹائٹس سنٹر قائم نہ کئے جا رہے ہیں البتہ وہاں سے مریضوں کو refer کر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں علاج مہیا کیا جا رہا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر !اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بورے والہ وہاڑی سے اس کی آبادی تقریباً ڈگنا زیادہ ہے۔ بورے والہ میں جو گزشتہ ادوار گزرے ہیں تحصیل ناظم، ضلع ناظم کا تو اس میں ہمارے علاقے میں جتنے بھی فنڈ آئے ہیں تو وہاں پر کرپشن عام تھی جس میں صاف پینے کے پانی کے پائپ کی نالیوں کے ساتھ فٹنگ کی گئی جس کی وجہ سے وہ ناقص پائپ پھٹ چکے ہیں۔ ان کا گندا پانی اور صاف پانی مل کر لوگوں کو مہیا ہوتا ہے۔ یہاں پر اس وقت تقریباً95فیصد آدمی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میں گزشتہ سال بورے والہ میں 125 آدمی کی میڈیسن حکومت سے لے کر گیا تھا۔ وہاڑی میں بلکہ پورے پنجاب میں یہ بیماری ناقص پانی کی وجہ سے ہے تو اس لئے میری درخواست ہے کہ بورے والہ چونکہ آبادی کے لحاظ سے بھی زیادہ ہے، ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اس میں یہ سنٹر بنایا جائے کیونکہ ہماری وہاڑی کی آبادی بہت زیادہ ہے اس میں جو ادویات دی جاتی ہیں وہ ویسے ہی بہت کم ہیں تو بورے والہ کے جو مریض وہاں پر جائیں گے تو ان کو کہاں سے ادویات مل سکیں گی؟ میں وزیر صاحب سے اور آپ سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ بورے والہ کو یہ سہولت میسر ہونی چاہئے۔ ہمارے سی ایم صاحب کا بھی یہی مؤقف رہتا ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ فری ادویات دی جائیں اور یہ چونکہ اہم مسئلہ بن چکا ہے یہاں سے لاہور سے کئی دفعہ جب ہمارے حلقہ میں خصوصاً مجاہد پُلی میں اور ایک گاؤں چک 445 میں علاج معالجے کے لئے لاہور سے ٹیمیں گئی تھیں جب ان کو پتا چلا کہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ بورے والہ میں فری ادویات کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ڈسٹرکٹ وہاڑی میں ایک سنٹر قائم ہے۔ بورے والہ اور وہاڑی کا کتنا فاصلہ ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! انہوں نے جو بتایا ہے فاصلہ تو اتنا ہی ہے مگر ان کے حلقے کے لئے پہلے ہی ادویات ناکافی ہیں۔ بورے والہ کے لئے وہ quota دے ہی نہیں سکتے۔ اگر یہ اس کے لئے کوئی ایسا قانون بنا دیں کہ 50 فیصد بورے والہ کے لوگ ادویات وہاں سے لے لیں تو یہ ہمارے لئے sufficient ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی طریقہ بنا دیں۔ میرے خیال میں تو اس بحث میں نہ ہی الجھا جائے کہ یہ قرارداد اس معزز ایوان میں آئے اور اس مسئلے پر voting ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر کوئی اچھا طریقہ نکال کر ان کو بھی satisfied کریں جس سے یہ معاملہ آگے نہ بڑھے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب!

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

پانی کے حوالے سے ایوان میں بحث کرنے کا مطالبہ

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف جناب کی اور اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان کی تاریخ کے سب سے اہم موضوع پر پاکستان کے چاروں وزرائے اعلیٰ اور وزیر اعظم پاکستان اسلام آباد میں ملنے جا رہے ہیں اور یہ issue پاکستان کی معاشی ترقی کے ساتھ منسلک ہے۔

جناب سپیکر! آج چاروں وزرائے اعلیٰ اسلام آباد میں چشمہ لنک کینال کے حوالے سے انتہائی اہم فیصلے کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ آج اس اہم issue پر بات کرنے کے لئے کیا ہی بہتر ہو کہ آج پنجاب کی اپوزیشن بھی پنجاب کے پانی کے لئے بات کرنے کے لئے یہاں موجود ہو۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر ان سے یہ request کی جائے وہ آئیں اور اس ایوان کا حصہ بنیں اور پنجاب کا وہ مسئلہ جو پنجاب کی ستر فیصد آبادی کا مسئلہ ہے اس پر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اور میں بھی اس کو آگے بڑھاتا ہوں۔ میرے خیال میں لغاری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے صوبہ پنجاب کے بارے میں House بات ہو رہی ہے تو آپ بھی اس میں participate کریں آپ دور کیوں رہ رہے ہیں۔ ہم تو آپ کو بلا رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ participation اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم پاکستان کے اندر پانی کے معاملے میں کسی صوبے کا حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم ایک بوند بھی زیادہ نہیں لینا چاہتے لیکن کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ جو پنجاب کی عوام کا حق ہے وہ حق ہم مانگ سکیں۔ کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ آج پورے پاکستان کی معیشت کا جو حال ہے آج پورے پنجاب کے اندر پنجاب کی وہ عوام جن کا کھانا پینا اور زندگی کے تمام معاملات زراعت کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں، پنجاب کے وہ لوگ جن کے آباؤاجداد خود اور ان کی آنے والی نسلیں بھی اسی شعبے سے وابستہ ہیں، کیا ان کا خیال کرنا اس پنجاب اسمبلی کے ایوان کا فرض نہیں ہے، پنجاب اسمبلی کی ذمہ داری نہیں ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اسلام آباد کے اندر جو چاروں وزرائے اعلیٰ وزیر اعظم سے ملنے جا رہے ہیں ہمیں پنجاب اسمبلی کے اندر ایک بہت مثبت جواب دینا چاہئے، ہمیں پنجاب اسمبلی کے اندر ایک consensus ایک متفقہ رائے بنانی چاہئے کہ پنجاب کی عوام اپنے تینوں صوبوں کے بھائیوں کا، کسی کا کوئی حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ باقی صوبوں کو بھی پانی ملنا چاہئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ سندھ کی عوام کو ان کا یہ حق ملنا چاہئے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ پانی کی منصفانہ تقسیم کا آج اسلام باد میں بیٹھ کر ہمارے تمام وزرائے اعلیٰ متفقہ طور پر فیصلہ کریں لیکن جو پنجاب کی عوام کا حق ہے وہ حق ان کو ملنا چاہئے۔ ہم اس حق کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر پاکستان کا 70 فیصد revenue generate ہوتا ہے۔ ہم تو اس حق کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر پنجاب کی ساٹھ سے ستر فیصد آبادی جس کا دارومدار آج اس زراعت پر ہے ہم اس کی بات کرتے ہیں۔ ہم اس accord کی بات کرتے ہیں، اس معاہدے کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر چشمہ لنک کینال کو کھولنے کا وعدہ کیا گیا تھا اور اگر آج اس کو بند کرنے کی بات کی گئی تو یہ پاکستان اور پنجاب کی معیشت کے لئے بہت بڑا دھچکہ ہوگا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس issue پر پنجاب اسمبلی کے اندر بات ہونی چاہئے اور تمام ہمارے وہ احباب جو خاص طور پر زراعت سے related ہیں اور اس belt سے تعلق رکھتے ہیں ان کو اس پر بات بھی کرنی چاہئے اور ایک ایسی متفقہ آراء بنا کر اپنے سندھ کے بھائیوں کو سرحد اور باقی صوبوں کے بھائیوں سے بات کرنی چاہئے اور یہ پیغام دینا چاہئے کہ ٹھیک ہے کہ اگر ارسا کے چیئرمین نے استعفیٰ دے دیا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اس کے کسی اور ممبر نے کوئی اعتراض کیا ہے تو ہم اس کی بات کو بھی سائیڈ پر کرتے ہیں۔ ہم تو اپنے حق کی بات کریں گے اس حق کی بات کریں

گے جو آج سے چالیس سال پہلے اسلام آباد میں بیٹھ کر تسلیم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 1991 میں میاں محمد نواز شریف صاحب کے دور حکومت میں بھی اس کو تسلیم کیا گیا تھا اور جس طرح پہلے بتایا گیا ہے کہ پنجاب میں پانی کی باری چونکہ پہلے آجاتی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اگر پنجاب پندرہ سے بیس دن یا ایک مہینے کا پانی استعمال کرتا ہے اور اس کے بعد وہی پانی ایک مہینے کے بعد سندھ کے بھائی استعمال کرتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر یہ پنجاب کا پندرہ سے بیس دن پانی استعمال کرنے کے بعد ہمارے سندھ کے بھائیوں کا پانچ سے دس دن کا پانی زیادہ بھی چاہئے تو پنجاب اس کے لئے بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہے لیکن سب سے پہلے ہمیں ضرورت ہے پنجاب کے بھائیوں کو ان کا یہ حق ملنا چاہئے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس پر مل کر ایک متفقہ آراء بنائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تجویز دی ہے کہ پانی کے اوپر بحث ہونی چاہئے۔ میں اس بات کو اس لئے endorse کرتا ہوں کہ اس وقت وزیر اعظم پاکستان کے پاس اسی پانی کے مسئلے پر اور سی جے لنک نہر کھولنے یا نہ کھولنے سے متعلق میٹنگ ہو رہی ہے ، وزیر اعلیٰ سندھ اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس میں موجود ہیں تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس House کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیں اور اس کے بعد ایک گھنٹہ اس موضوع پر بحث کے لئے مختص کر دیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر اس معزز ایوان کی آواز جو ہے وہ ہر قیمت پر جانی چاہئے ۔ کیونکہ آج اگر وہاں پر سی جے لنک کینال بند ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پورے پنجاب کا اور اس معزز ایوان کا بہت بڑا نقصان ہے۔

جناب سپیکر: جی، بات آپ کی ٹھیک ہے۔ اب ہم اجلاس کو adjourn کرتے ہیں اور ٹھیک پونے تین بجے انشاءاللہ یہاں ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 2 بج کر 45 منٹ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر بعد از وقفہ 2 بج کر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے کاشتکاروں اور زمیندار بھائیوں کا مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گنا مارچ کے مہینے میں ملوں کو دیا گیا، رمضان شوگر مل جو چنیوٹ ضلع میں واقع ہے اس نے تو ادائیگیاں کر دی ہیں لیکن سانگلہ ہل شوگر مل نے ابھی تک ادائیگیاں نہیں کیں اور ایک ایک آدمی کے پاس دس دس، پندرہ پندرہ CPR پڑے ہوئے ہیں اور وہ دس دس، بارہ بارہ لاکھ روپے کا مسئلہ ہے۔ ان زمینداروں نے چونکہ کھاد ادھار پر لی ہوتی ہے، ایسے ہی بیج اور بلوں کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ بے چارے پریشان ہیں اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مل مالکان کو آپ کی وساطت سے حکم جانا چاہئے کہ بلاوجہ کاشتکاروں کو پریشان نہ کیا جائے اور CPR کے مطابق ادائیگیاں کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب پانی کے حوالے سے بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

بحث

صوبہ میں پانی کے حوالے سے عام بحث

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج جو سی جے لنک کینال کے لئے وقت رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے لئے ایسا issue ہے جس پر سب کو مل بیٹھ کر

اس کا حل نکالنا چاہئے کیونکہ 70 فیصد لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے اور جب بڑے صوبے میں زراعت متاثر ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ پورا ملک متاثر ہوگا۔ پچھلے دنوں ارسا کے بارے میں بڑی باتیں ہوتی رہیں۔ ہماری قیادت نے چاہے وہ صوبائی ہے یا وفاقی ہے اس نے جس طرح دہشتگردی کو deal کیا اور اس کا حل نکالا جس کی وجہ سے 99 فیصد دہشگردی کا اختتام ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ کے لئے رکیں، میں چنیوٹی صاحب کا جواب وزیر زراعت سے لے لوں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے ابھی یہاں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر سوال اٹھایا تھا کہ سانگلہ ہل شوگر مل کو لوگوں نے گنا supply کیا تھا اور کئی مہینے ہوگئے ہیں کہ CPR لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں لیکن ان کو ان کی رقم نہیں دی جا رہی اس کے لئے آپ کیا بندوبست کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ معاملہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے لیکن مولانا صاحب نے جس طرف نشاندہی کرائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ زراعت، خوراک اور انڈسٹری سے متعلقہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ان سے رابطہ کر کے یہ معاملہ حل کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس مسئلے کو بھی حل کروائیں۔ جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! جس طرح میں عرض کر رہا تھا کہ ہماری قیادت نے دہشتگردی کو tackle کیا، جس طرح NFC ایوارڈ دیا جو قوم کو اتنا بڑا تحفہ ملا ہے کہ جس کا impact آنے والے دنوں میں دیر تک رہے گا۔ اسی طرح اٹھارویں ترمیم کا تحفہ بھی ہماری قیادت نے دیا میں دونوں قیادتوں کا ذکر کر رہا ہوں چاہے وہ صوبائی ہوں یا وفاقی ہوں۔ اس کے علاوہ سی جے لنک کنال اور ارسا کا جو معاملہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یقین ہے کہ ہماری قیادت اس ملک کی بہتری کے لئے سر جوڑ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ ہماری قیادت نے ارسا کے معاملے کے جو مراحل پہلے طے کئے ہیں آج انشاءاللہ تعالیٰ جب یہ بیٹھیں گے تو یہ معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبوں میں جو اختلافات ہیں یا تھے ہماری نیک نیت قیادت بیٹھی ہے یہ اختلافات وہ دن دور نہیں جب ختم ہو جائیں گے اور ہمارا ملک اب جس جمہوری track پر چڑھا

ہے تو انشاءاللہ یہ جمہوریت آگے جا کر پھل دے گی اور ہمارے ملک کی قسمت بدلے گی۔ سی جے لنک کینال کا معاملہ ہے اگر پانی سمندر میں کہیں ضائع ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی reservations دور کرتے ہوئے ہمیں اس پانی کا صحیح استعمال کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے پہلے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانی سے ہٹ کر بھی دوسرے اقدامات پورے نہیں ہیں۔ ہم اگر اپنی زراعت کو ترقی دینے کے لئے پورے اقدامات کریں تو ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی دوڑ میں آسکتا ہے۔ آج بھی اگر وفاقی حکومت نے چائنا سے Atomic Energy Power Plant کا MOU sign کیا ہے

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے ایک گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس کا بھی ملک کی ترقی پر impact ہو گا اور جس طرح ایران کے ساتھ انھوں نے گیس کا contract کیا ہے تو اس کا بھی impact ملک کی ترقی پر اور انڈسٹری پر بھی ہو گا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ اپنے وزیر اعلیٰ کو یہ یقین دلانا چاہئے کہ آپ اس صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہونے کے ناتے جو بھی معاملات اور جو بھی محرومیاں ہیں وہ دور کریں یہ پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد انشاءاللہ ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر 3 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: وزیر زراعت نے floor مانگا تھا اور کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آج اسلام آباد میں ایک بہت اہم میٹنگ ہو رہی ہے اور وزیر اعظم صاحب کے پاس چاروں وزرائے اعلیٰ وہاں پر موجود ہیں اور سی جے لنک کینال کے بارے میں بات ہو رہی ہے جس کو متنازعہ بنایا گیا ہے اس پر discussion

ہو رہی ہے۔ آج اس پنجاب اسمبلی کے ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ زراعت ہی ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہے اور زرعی ملک ہونے کے ناتے ہماری غذائی ضروریات اور ہماری جو agro based industry ہے اس کا دارومدار بھی زراعت پر ہے اور جو ہم export کرتے ہیں جس سے foreign exchange حاصل ہوتا ہے۔ Value addition کے بعد ہم اس کا زیادہ تر حصہ جس کو export کرتے ہیں جو کہ زراعت پر مبنی ہے۔ 60 فیصد export cotton پر ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال اگر ہماری گرتی ہوئی معیشت میں بحران کے دوران اگر معیشت کو سنبھالا دیا تو زراعت نے دیا اور اس کا growth rate 4.7 تھا جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زراعت کی وجہ سے ہی ہماری معیشت بحران سے باہر نکلی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجموعی طور پر جب زراعت ترقی کے منازل طے کر رہی تھی 1960 میں ایوب خان کا دور حکومت تھا اس میں Indus Water Treaty کا ایک معاہدہ ہوا جس میں تین دریا ستلج، راوی اور بیاس ہندوستان کے سپرد کئے گئے اور جو western rivers ہیں چناب، جہلم، سندھ اس پر پاکستان کا حق تسلیم کیا گیا۔ Indus water treaty کے معاہدے کے تحت جب یہ کہا گیا کہ ہمارے جو مشرقی اضلاع ہیں ان کو پانی کہاں سے دستیاب ہوگا؟ تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان جو ہے وہ اپنے links بنا کر western rivers سے پانی لے کر eastern rivers کے پانی کی کمی کو پورا کرے گا۔ اس میں ٹی پی لنک کینال ہے، سی جے لنک کینال ہے اور اسی طرح دیگر links بھی بنائے گئے تاکہ جو علاقے eastern rivers کی وجہ سے متاثر ہو رہے تھے ان کو پانی western rivers سے فراہم کرنا تھا۔ اس طرح اس treaty میں یہ چیز provide کی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ دیگر حکمران بھی آئے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب پاکستان کے وزیراعظم رہے۔ ان کے دور میں جبکہ سندھ میں بھی ان کی حکومت تھی اور پورے ملک پر حکومت تھی تو ان کی حکومت نے بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہ کیا کہ یہ links کیوں بنائے گئے ہیں۔ آج یہ مسئلہ کیوں پیدا ہوا؟ جولائی 2000 میں مشرف نے جس طرح ان کے دیگر سیاہ کارنامے ہیں ان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ ایک طے شدہ کلیہ IRSA کی جو formation تھی اس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی تھی اور ہر صوبے کا ایک نمائندہ مقرر کیا گیا اس کے علاوہ ایک نمائندہ Federation کا مقرر کیا گیا تھا۔ پانچ نمائندوں پر

مشتمل IRSA کا ادارہ معرض وجود میں آیا لیکن جولائی 2000 میں مشرف نے 1991 کے Water Accord کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وفاقی حکومت کا جو نمائندہ مقرر ہونا تھا اس نے وہ بھی سندھ سے مقرر کر دیا۔ چنانچہ سندھ سے دو نمائندے ہو گئے ایک بلوچستان کا، ایک سرحد کا اور ایک پنجاب کا۔ اس طریقے سے IRSA کی جو نمائندگی ہے وہ غیر متوازن ہو گئی۔ اس غیر متوازن نمائندگی کے ساتھ چونکہ بلوچستان کو پانی سندھ سے ملنا ہے اس طریقے سے صوبہ بلوچستان کا جو نمائندہ تھا وہ بھی سندھ کے pressure میں آ گیا تو IRSA کی نمائندگی جو کہ ایک خالصتاً ایک فنی ادارہ تھا اس میں کوئی politics involve نہیں تھی لیکن بدقسمتی سے اس میں سیاست داخل ہو گئی اور انہوں نے من مانے فیصلے کرنے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے صوبوں کے درمیان جو بھائی چارے کا ماحول تھا، برادرانہ ماحول تھا اور این ایف سی ایوارڈ پر جو پنجاب نے قربانی دی 1.27 فیصد جو پنجاب کا share تھا وہ صوبہ پنجاب نے اپنے دیگر بھائیوں کے لئے قربانی دی اور یہ بھی کہا کہ پنجاب بڑا بھائی نہیں ہے بلکہ ہم سب برابر کے بھائی ہیں اور اس سے بلوچستان کو 83۔ارب روپے کے اضافی sources فراہم کئے گئے تاکہ جو بلوچستان کی پسماندگی ہے وہ دور ہو سکے۔

پنجاب ہر موقع پر قربانی دیتا آ رہا ہے پنجاب کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ پنجاب کسی صوبے کے خلاف کوئی کام کرنا چاہتا ہو۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی جب ہماری cotton crop کاشت ہوئی cotton crop کی sowing کے بعد جو سی جے لنک کینال ہے اس کا پانی تریموں ہیڈ سے فراہم ہونا ہے اور کون کون سے اضلاع کو فراہم ہونا ہے جھنگ، ملتان، خانیوال، وہاڑی اور لودھراں کے اضلاع کو پانی فراہم ہونا تھا اور اس کے علاوہ رنگ پور کینال کو پانی وہاں سے فراہم ہونا ہے۔ اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے جو اگلے اضلاع ہیں رحیم یار خان، بہاولپور ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو بھی اسی Indus River سے پانی فراہم ہونا ہے۔ ان حالات میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان علاقوں میں تقریباً 45لاکھ ایکڑ پر کاٹن کاشت ہوئی اور اس طرح باقی علاقہ ملا کر مجموعی طور پر 62لاکھ ایکڑ پر اس سال کاشت ہوئی ہے۔ کپاس چونکہ ایک صوبے کی crop نہیں ہے بلکہ یہ ہماری قومی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے اور آپ دیکھیں کہ اس cotton crop کی وجہ سے 60 فیصد سے زیادہ جو ہمارا foreign exchange ہے جو export ہے وہ cotton base ہے اور cotton crop شدید

متاثر ہو رہی ہے اور یہ سی جے لنک کینال کے بند کرنے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔12۔ مئی کو جب یہ فیصلہ ہوا تو اس وقت IRSA نے انکار کر دیا جبکہ پنجاب نے ایک indent بھیجا کہ ہمیں سی جے لنک سے دس ہزار کیوسک پانی لینے کی اجازت دی جائے اور جو 1991 کا Water Accord ہے اس میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے دستخط موجود ہیں، صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق صاحب کے دستخط ہیں، اسی طرح صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ میر افضل خان کے دستخط ہیں، صوبہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے بھی دستخط ہیں، صوبہ پنجاب کی طرف سے غلام حیدر وائیں کے دستخط ہیں۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے دستخط کے علاوہ وزراء خزانہ کے دستخط ہیں 1991 کے Water Accord پر اس کے علاوہ وزرائے آبپاشی کے بھی دستخط ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1991 کا Water Accord پاکستان کی تاریخ کی ایک اہم دستاویز ہے جو کہ میاں محمد نواز شریف جو اس وقت کے وزیر اعظم تھے ان کے دور میں یہ Accord منظور ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں نواز شریف کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے چاروں صوبوں کو ایک میز پر یہ فیصلہ کروایا کہ صوبے آپس میں بیٹھ کر پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل کریں۔ چنانچہ 1991 کے Water Accord کے مطابق پانی کا جو average استعمال ہے جو 1977 سے لے کر 1982 کے عرصہ کو count کرتا ہے اور ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ average year کے سال ہیں۔ اس عرصہ کا جو پانی ہے اس کو calculate کیا گیا اسی پر ہی share تقسیم ہوئے اور جو فالتو flood water تھا اس کے بھی share اس طرح رکھے گئے کہ 37 فیصد حصہ سندھ کا ہوگا 37 فیصد حصہ پنجاب کا ہوگا، 12 فیصد حصہ بلوچستان کا ہوگا اور 14 فیصد حصہ صوبہ سرحد کا ہوگا۔ یہ share اس طرح سے تقسیم ہوئے۔ اسی طرح جو flood water تھا 37.07 پنجاب کا فصل خریف کے لئے مقرر ہوا اور سندھ کا 33 ملین ایکڑ پانی کا کوٹا مقرر ہوا۔ اس طرح سے صوبوں کے share برابر تقسیم ہو گئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! House کو in order فرمائیں۔

جناب سپیکر: جناب والا! آپ اپنی بات جاری رکھیں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! House in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جب یہ پانی کے shareصوبوں کے درمیان تقسیم ہو گئے اور چاروں صوبوں کے اتفاق رائے سے ان کے وزراء اعلیٰ ان کے وزراء خزانہ اور وزراء آبپاشی نے دستخط کر دیئے تو پھر کوئی confusion نہیں رہا۔ اب رہا سوال یہ کہ سی جے لنک کینال سے سندھ کو کیا نقصان ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک برتن والی بات ہے کہ اگر کسی نے اپنے حصے کی گندم لینی ہو تو اس کو کہا جائے کہ آپ jute bagsمیں لے سکتے ہیں آپ cotton bagsمیں نہیں لے سکتے یاcotton bagsمیں لے سکتے ہیںjute bagsمیں نہیں لے سکتے۔ یہ جو سی جے لنک کینال ہے یہ تو ایک برتن ہے اس سے پانی گزرنا ہے یہ کسی کا share نہیں کھاتاshareتو پہلے 1991 کے Accord میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس میں جو پنجاب کا shareہے وہ بھی determineہو چکا ہے صوبہ سندھ کاshare بھیdetermineہو چکا ہے اور اس سلسلے میں صوبوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن IRSAجو ایک فنی ادارہ تھا اس کو بلاوجہ سیاسی ادارہ بنایا گیاpoliticizeکیا گیا اور جو اضافی ممبر تھا سندھ سے شفقت ڈار صاحب تھے انہوں نے اس میں سیاسی کردار ادا کیا جس کی وجہ سے یہ ادارہ متنازعہ ہوا اور اس تنازع کی وجہ سے یہ کہا گیا کہ سی جے لنک کینال کو بند کیا جائے۔ اگر سی جے لنک سے پانی نہیں ملتا تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے جو پرانے دریا ہیں جیسے دریائے ستلج ہے اس دریائے ستلج میں اگر ہم پانی منگلا کمانڈ سے لے کر جاتے ہیں تو اس سے ہمیں48 فیصد پانی کاlossesہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جب ان کے نمائندوں نے از خود استعفیٰ دیا تو اس کے بعد چیئرمین شپ پنجاب کے حصہ میں آئی اور ڈاکٹر شفقت صاحب چیئرمین بنے تو انہوں نے چشمہ جہلم کینال کھولی۔ ہمیں چشمہ جہلم لنک کینال سے دس ہزار کیوسک پانی ملتا ہے۔آپ اندازہ کریں کہ بہاولنگر کے علاقے میں زیر زمین پانیbrackishہے اسی طرح بہاولپور ڈویژن کے بہت سارے علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے، چولستان کے علاقے میں تو جانوروں کے پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ہماری لاکھوں ایکڑ زمین بے آب و گیاہ پڑی ہے۔ تھل کا تقریباً 20 لاکھ ایکڑ آج بھی بغیر پانی کے بے آب و گیاہ پڑا ہے۔تو میرے بھائی جو سندھ کارڈ استعمال کر رہے ہیں اور سندھ کے نام پر سیاست کر رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے تھل کے علاقے میں 20 لاکھ ایکڑ زمین بغیر پانی کے غیر آباد پڑی ہے

جبکہ وہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ موجود ہے۔اسی طرح ہمارے چولستان کی وسیع و عریض زمین بے آب و گیاہ پڑی ہے تو یہ کیسے کہتے ہیں کہ پنجاب میں پانی زیادہ جارہا ہے اور سندھ میں پانی کی قلت ہے؟ تھل کے علاقے میں جو موجودہ تھل کینال ہے اس کا واٹر الاؤنس 3.18 ہے جو nominal ہے وہاں پر پانی کی کمی ہے لہذا میں وزیراعظم پاکستان سے گزارش کروں گا کہ ارسا کے ادارے کی از سر نو تشکیل کی جائے اور اس میں غیر سیاسی ٹیکنیکل انجینئر ہوں اور اس میں چاروں صوبوں کی برابر نمائندگی ہو پانچویں نمائندگی فیڈریشن کی ہو اور وہ کسی صوبے سے نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہ بے شک گلگت سے ہو، اسلام آباد سے ہو یا کشمیر سے ہو لیکن نمائندگی فیڈریشن کی ہونی چاہئے۔ یہ پانچ نمائندوں کا ادارہ ہے وہ بیٹھ کر یہ فیصلہ کرے اور چشمہ جہلم لنک کینال کا پانی جاری رہنا چاہئے۔آج جو پانی کی کمی ہوئی ہے اس وجہ سے اس سال کپاس کی دس لاکھ گانٹھ پیداوار کم ہو رہی ہے۔اگر چشمہ جہلم لنک کینال بند کی گئی تو پھر کاٹن کو شدید نقصان ہوگا اور ہم اپنے قیمتی زرمبادلہ کا نقصان کریں گے، ہماری انڈسٹری متاثر ہوگی، ہماری لیبر متاثر ہو گی، ہماری زرعی معیشت متاثر ہوگی لہذا میں گزارش کروں گا کہ کسی صورت میں بھی چشمہ جہلم کینال کو بند کرنے کا فیصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ غیر قانونی، غیر اخلاقی اور illegal فیصلہ ہوگا۔ 1991 کے Water Accord کے سیکشن 14 D میں یہ دیا گیا ہے اور اگر آپ فرمائیں تو میرے پاس فائل موجود ہے اور میں وہ پیرا پڑھ کر سنا دیتا ہوں اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس معاملے میں صوبے آزاد ہیں وہ جس کینال سسٹم سے پانی لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔چنانچہ 1991 کے Water Accord کے سیکشن 14-D میں یہ provision موجود ہے کہ صوبے آزادانہ طور پر جب چاہیں، جس طرح چاہیں اور جس کینال سسٹم سے چاہیں پانی لے سکتے ہیں لہذا ہم اس 14-D کے تحت چشمہ جہلم کینال سے پانی لینا چاہتے ہیں اور ہمیں وہ ملنا چاہئے اور اس پر کسی قسم کی بندش نہیں ہونی چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری زراعت مضبوط ہوگی، ہماری معیشت مضبوط ہوگی اور یہ ہمارا حق ہے۔میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ ہم دوسرے صوبوں کی ایک بوند بھی پانی نہیں لینا چاہتے بلکہ ہمارے اپنے حصے کا جو پانی ہے ہم وہ اس سسٹم سے لینا چاہتے ہیں تاکہ ہماری کاٹن کی فصل بچ جائے۔اگر ہماری کاٹن کی فصل بچ جائے گی تو انشاء اللہ ہماری معیشت مضبوط ہوگی۔یہ معیشت صوبے کی نہیں بلکہ پورے ملک کی معیشت ہے کیونکہ 80 فیصد کاٹن

پنجاب میں کاشت ہوتی ہے لہذا کاٹن کی فصل بچانے کے لئے چشمہ جہلم کینال کا بحال ہونا بہت ضروری ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! یہ بڑا انتہائی اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ خاص طور پر وہ زمیندار جو جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں جن کی already چھ ماہ کی نہریں ہیں۔ آج اس دور میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے اگر پانی ہو گا تو زراعت ہو گی، کھیتی باڑی ہو گی، اس ملک کی معیشت ترقی کرے گی، اس ملک کے لوگ خوشحال ہوں گے۔ ہم نے ہانگ کانگ اور سنگاپور کو follow کر کے دیکھ لیا ہے لیکن ہماری تمام پالیسیاں ناکام ہوئی ہیں۔ اگر آج ہم اس ملک کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آج ہم اپنے ملک کی عوام کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آج ہم پاکستان کو اجناس اور غلے میں خوشحال اور خود کفیل دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہم پانی اور زراعت کے لئے جتنی بھی کوشش کر سکیں اس کا کوئی اور نعم البدل نہیں ہے۔ میں وفاقی حکومت اور وزیر اعظم مخدوم یوسف رضا گیلانی صاحب سے بھی گزارش کروں گا چونکہ وہ خود بھی زمیندار ہیں اور ان کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے کہ تقریباً 34 لاکھ ایکڑ زمین بنجر ہونے کا خطرہ ہے۔ اس کینال سے جو پانچ ڈویژن سیراب ہوتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی اور وزیر اعظم سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے پنجاب کے ہاریوں اور غریب کسانوں پر رحم کریں۔ اگر ہم پنجاب کا حق نہیں لے سکتے، ہم یہاں پر اپنے کسانوں کی نمائندگی کے لئے بیٹھے ہیں، ہمیں اپنے لوگوں کی نمائندگی کا حق ہے اگر ہم انہیں یہ حق نہیں دے سکتے، پنجاب تو اپنے حصے کا پانی مانگتا ہے۔ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور نہ خیبر پختون خواہ کے ساتھ کوئی زیادتی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کے توسط سے میری یہ humble request ہے کہ اسے ایک سیاسی issue نہ بنایا جائے، ارسا ایک غیر سیاسی ادارہ ہے۔ وفاق کا نمائندہ تو غیر جانبدار ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنا وزن سندھ کے حق میں ڈالتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہماری تو یہ گزارش ہے کہ خدارا ان پانچ ڈویژن کے معاشی قتل کو بچایا جائے۔ اگر اس کینال کو بند کیا گیا یا پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہ دیا گیا تو پھر یہ تمام علاقہ بنجر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جیسے معزز اراکین نے کہا کہ سندھ میں موسم پندرہ دن پہلے آتا ہے اور پنجاب میں پندرہ دن بعد بیجائی ہوتی ہے لہذا سندھ اور پنجاب میں تو یہ تفریق بنتی ہی نہیں ہے، یہ لڑائی بنتی ہی

نہیں ہے۔سندھ بھی adjust ہو سکتا ہے اور پنجاب کے لوگوں کو بھی پانی مل سکتا ہے۔میں ہاتھ جوڑ کر وفاقی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! جنوبی پنجاب کے اضلاع پر رحم کریں۔اگر گندم اور کپاس میں ان کی حالت تھوڑی بہت ٹھیک ہے آپ دنیا میں دیکھ لیں کہ کپاس پر ہمارا کتنا generate revenue ہوتا ہے ۔اگر کپاس نہ ہوئی، اگر کپاس کی فصل خراب ہو گئی تو یہ صرف جنوبی پنجاب یا پنجاب حکومت کا نہیں بلکہ پورے ملک کا نقصان ہے۔میں یہی چاہتا ہوں کہ اب وزیر اعظم صاحب نے جو فیصلہ کرنا ہے اس میں جنوبی پنجاب کے پسماندہ غریب، مزدور چھوٹے چھوٹے کسانوں کی حالت زار کو مد نظر رکھتے ہوئے کریں۔بہت مہربانی

جناب سپیکر: جی، محترم میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں ہی ٹوٹو بہ ٹیک سنگھ ہوں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم دس منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ جنوبی پنجاب ہی کی طرح پسماندہ ہے۔میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر ایک دو بڑے زمیندار ہیں، ایک دو سرمایہ دار ہیں، کچھ لوگ بیرون ملک گئے ہیں جو خوشحال ہیں باقی تمام کی تمام آبادی بد حال ہے۔کوئی ایک ایکڑ کا مالک ہے، کوئی ڈیڑھ ایکڑ کا مالک ہے، کوئی اڑھائی ایکڑ کا اور کوئی چار ایکڑ کا مالک ہے شاید ہی وہاں پر کوئی آدھے مربع کا مالک ہو۔ٹوبہ ٹیک سنگھ لوئر چناب کینال سسٹم کی tail پر واقع ہے۔اس پر تو میں بعد میں بات کروں گا پہلے میں یہ کہوں گا کہ وزیر آبپاشی کے اعتراض کے بعد ارسا کے پانچویں نمائندے نے استعفیٰ دے دیا ہے۔وہ اعتراض چشمہ لنک کینال کو بند کرنے اور پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہ دینے کا تھا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس حوالے سے یہاں پر کچھ انکشافات کئے تھے اور اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔آج میاں نصیر صاحب نے بھی بات کی ہے، میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔میں نے اُس روز بھی یہ کہا تھا کہ آبپاشی پر بحث کے لئے کوئی وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ پانی ہمارے لئے زندگی اور موت ہے۔جس طرح انسانی زندگی کے لئے خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے اسی طرح سے ہمارے کھیتوں کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ہمارا ملک

اور خاص طور پر صوبہ پنجاب agro based ہے اور اسی طرح ہماری صنعتیں بھی agro based ہیں۔پانی کی کمی کے حوالے سے جو سابقا تاریخ ہے میں اس بارے میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریا ہندوستان کے ہاتھ بیچ دیئے۔اسی طرح ایک دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیموں کا پروگرام freeze کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے سب جرنیلوں کی بات نہ کریں۔جرنیلوں کا ذکر کئے بغیر بات کریں۔جس کسی نے ایسا کیا ہے صرف اسی کا نام لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، جنرل ایوب خان نے تین دریا ہندوستان کے ہاتھ بیچ دیئے تھے۔دوسرے جنرل ضیاءالحق نے ہمارے ڈیموں کے پروگرام کو freeze کر دیا۔اسی طرح تیسرے جنرل پرویز مشرف نے ایک منتخب حکومت کو برطرف کر کے غاصبانہ قبضہ کیا جبکہ اس وقت ہندوستان کے وزیراعظم واجپائی صاحب پاکستان تشریف لا چکے تھے۔وہ مینار پاکستان پر گئے، وہاں پر انہوں نے اپنے تاثرات تحریر کئے اور پاکستان کو تسلیم کیا۔اُس وقت پانی اور کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ایک Accord تیار تھا۔چونکہ یہ ہمارے جرنیلوں کو منظور نہیں تھا اس لئے پرویز مشرف نے ایک منتخب حکومت، منتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کو برطرف کر کے غاصبانہ قبضہ کیا اور باقی کے دریا بھی ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جمع کا صیغہ استعمال نہ کریں۔مہربانی کریں اور جس کسی نے ایسا کیا ہے صرف اسی کا ذکر کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو تاریخ بیان کر رہا ہوں۔1999 کے بعد جب ایک منتخب حکومت کو جنرل پرویز مشرف نے ختم کیا تو اسی وقت ہی بگلیہاڑ ڈیم بننا شروع ہوا اور ہندوستان نے دوسرے dams بھی بنانا شروع کر دیئے۔اس طرح ان آمروں نے ہمارے باقی کے تینوں دریا بھی ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔اس کی وجہ سے run of river میں کمی آئی، velocity میں کمی آئی، ہمارے دریاؤں میں پانی کی کمی ہوئی اور ہمارے لئے پانی کی کمی کا ایک مستقل مسئلہ پیدا ہو گیا۔

جناب سپیکر! ارسا کی constitution پر مجھے ایک اعتراض ہے۔ پاکستان کے چار صوبے ہیں اس لئے ارسا کے members بھی چار ہونے چاہئیں۔ پانچواں ممبر ناانصافی کے لئے بنایا گیا ہے میرے اس پر تحفظات ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ارسا کے صرف چار member ہونے چاہئیں۔ چاروں صوبوں میں سے ایک ایک member لیا جائے۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایوان کے اندر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا کہ 1991 میں بھی پانی کی تقسیم کا ایک فارمولہ طے ہو چکا ہے۔ اسی فامولے کے مطابق ہم چاروں صوبوں کو یکساں پانی ملنا چاہئے یا تقسیم کے مطابق ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر! چشمہ لنک کینال کو بند کرنے کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ اگر چشمہ لنک کینال بند کی گئی تو میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے نہ صرف پنجاب بنجر اور قحط زدہ ہو جائے گا بلکہ یہ پنجاب کو دوسرے صوبوں کے ساتھ لڑانے اور تقسیم کرنے کی سازش ہو گی۔ مئی کے مہینے میں چشمہ لنک کینال بند کی گئی اور پنجاب میں سے خاص طور پر لوئر چناب کینال کو بند کیا گیا کہ جس سے ہمیں پانی ملتا ہے جبکہ پنجاب کی دوسری تمام نہریں چلتی رہی ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ لوئر چناب کینال کی tail پر واقع ہے۔ لوئر چناب کینال میں پانی نہیں آتا اور نیچے brackish zone ہے جس کی وجہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا چھوٹا کاشتکار قحط زدہ ہونے والا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان سے وفاقی حکومت کو یہ بات جانی چاہئے۔ چاروں صوبوں کے وزیر اعلیٰ صاحبان پانی کی تقسیم کا فارمولہ طے کرنے کے لئے بیٹھ رہے ہیں، اکٹھے ہو رہے ہیں تو ان تک بھی یہ بات جانی چاہئے کہ 1991 کا جو ایک طے شدہ فارمولہ ہے اس کے مطابق پانی کی تقسیم ممکن بنائی جائے۔ اسی طرح میں ارسا کے پانچویں ممبر کے خلاف ہوں۔ چاروں صوبوں کے چار نمائندے ہونے چاہئیں۔ چشمہ لنک کینال کو ہرگز بند نہیں کرنا چاہئے۔ یہ جنوبی پنجاب ہمارا بازو ہے، جنوبی پنجاب والے ہمارے بھائی ہیں۔ کاشتکار چاہے جنوبی پنجاب کا ہو، وسطی پنجاب کا ہو یا شمالی پنجاب کا، اس کے خون کا رنگ ایک ہی ہے۔ کاشتکار کا ایک ہی طبقہ ہے اس لئے میں بھرپور طریقے سے جنوبی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں، وسطی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں اور شمالی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں۔ بلوچستان، سندھ کے کاشتکاروں کی بھی بات کرتا ہوں۔ وفاقی حکومت کو اس ایوان کے ذریعے سے یہ پیغام دینا چاہئے کہ چشمہ لنک کینال ہرگز بند نہیں کرنی چاہئے۔ معاہدات ہو چکے ہیں، سندھ

طاس معاہدے کے مطابق بھی، 1991 میں جو معاہدہ ہوا تھا اس کے مطابق بھی یہ کینال ہر گز بند نہیں ہونی چاہئے۔ جنوبی پنجاب کے لئے یہ نہر کھلی رہنی چاہئے۔ اگر اس نہر کو بند کیا گیا تو خدانخواستہ یہ پنجاب کو لڑانے اور تقسیم کرنے کی سازش ہو گی اور اگر جنوبی پنجاب بنجر ہوا تو ظاہر ہے پھر وسطی پنجاب بھی بنجر ہو جائے گا۔ وسطی پنجاب اپنا پانی جنوبی پنجاب کو دینے کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ چشمہ لنک کینال کو ہر گز بند نہیں ہونا چاہئے، اس کو چلتا رہنا چاہئے۔ پنجاب تب ہی سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے، اس کی صنعتیں تب ہی چل سکتی ہیں کہ پانی رواں دواں رہے۔ ہماری صنعت بھی agro based ہے۔ چشمہ لنک کینال کے بند ہونے سے صرف پنجاب قحط زدہ یا بنجر نہیں ہو گا بلکہ پاکستان قحط زدہ اور بنجر ہو جائے گا۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! میں نے floor آپ کو دیا ہوا ہے اس لئے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ کیا یہ آپ آمرانہ جمہوریت کو فروغ نہیں دے رہے؟ ہاؤس میں کورم پورا نہ ہے اور آپ غلط روایات قائم کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پاکستان بننے سے لے کر اب تک۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: ہم آپ کی بات سنتے ہیں، ابھی تشریف رکھیں۔ گوندل صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ یہاں ابھی بات ہو رہی تھی کہ اسلام آباد میں چشمہ جہلم لنک کینال پر بات ہو رہی ہے۔ میں نے اسی سلسلے میں اپنی ایک بات کرنی ہے۔ پنجاب کا دوسرا نام قربانی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کیا ہے لیکن آپ میری بات نہیں سن رہے۔ کیا آپ آمرانہ جمہوریت کو فروغ نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: آپ کو ابھی floor نہیں دیا گیا، آپ کو ابھی اجازت نہیں ہے۔ I am sorry. جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت maximum قربانیاں ہجرت کی شکل میں ہوں یا جانی قربانیوں کی شکل میں ہوں، وہ پنجاب کے لوگوں نے دیں تھیں۔ ان کا تعلق چاہے پنجاب کے مشرقی حصے سے تھا یا مغربی حصے سے تھا۔ اس کے بعد ایوبی آمریت کے دور میں جب Indus Basin Water Treaty ہوئی تو اس وقت بھی سب سے زیادہ قربانیاں پاکستان کو دینی پڑیں اور پاکستان کے لئے پنجاب نے اپنے چار دریاؤں کا پانی surrender کیا جس میں دریائے بیاس، دریائے ستلج، دریائے راوی اور دریائے چناب شامل ہیں۔ Indus Basin Water Treaty کے تحت انڈیا کو ایوبی آمریت نے یہ حق دیا کہ وہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری عامر سلطان چیمہ اپنی سیٹ چھوڑ کر جناب سپیکر کے سامنے آکر دونوں ہاتھوں سے dice بجاتے ہوئے کہنے لگے کہ کورم نہیں ہے اور بالآخر جناب سپیکر سے فائل چھیننے کی کوشش کی)

(اس مرحلہ پر معزز حکومتی اراکین اپنی اپنی سیٹیں چھوڑ کر Speaker Dice پر آنے لگے تو Leader of the Opposition چودھری عامر سلطان چیمہ کو پکڑ کر واپس لے گئے)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن سیٹوں پر معزز حکومتی اراکین اور معزز اراکین اپوزیشن نے چودھری عامر سلطان چیمہ اور Leader of the Opposition کو گھیرے میں لیا)

(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کورم point out کرنا ہر ممبر کا حق ہے لیکن عامر سلطان چیمہ صاحب نے جو حرکت کی ہے اس حرکت کے پیش نظر ان کی رکنیت کو suspend کیا جائے اور اس House کی proceeding میں حصہ لینے سے rest of the Session انہیں باہر نکالا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اراکین ایوان سے walkout کر گئے)

جناب سپیکر: جی، میں اس کے لئے order pass کرنے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جی، آپ خاموشی اختیار کریں میں اپنی بات کروں گا۔ میں عامر سلطان چیمہ صاحب کی اس حرکت پر پندرہ دن کے لئے پابندی عائد کرتا ہوں وہ House میں نہیں آسکیں گے۔ جی، آپ کا جو دل کرتا ہے وہ کریں، میں آپ کو کیوں روکوں آپ نے جو کرنا ہے وہ کرنا ہے۔ جی، رانا صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(اس مرحلہ پر کچھ اراکین حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب question put ہو چکا ہے مجھے اس پر بات کرنے دیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے، گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ممبران اسمبلی اور صحافیوں میں پائی جانے والی غلط فہمی کو دور کرنا اور جمہوریت کے لئے صحافیوں کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے عوام کو، صحافیوں کو اور اس معزز ایوان کے لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آمریت کے گماشتوں کا کردار دیکھ لو! یہ لوگ صحافیوں، سیاسی کارکنوں اور اس معزز ایوان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، صحافیوں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا

تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں ان آمریت کے گماشتوں کی وجہ سے گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے، عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے ان اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، وکلاء اور صحافیوں کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے اور عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، وکلاء اور صحافیوں کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے اور عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین

اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں بیٹھے تمام معزز اراکین کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور یہ بات بھی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ خوامخواہ ایک شرارت کے تحت یہاں پر قابل افسوس اور قابل مذمت عمل دہرایا گیا، کورم اس وقت بھی پورا تھا اور اس وقت بھی 105 معزز اراکین ہاؤس میں بیٹھے ہیں جس قرارداد کو یہ روکنا چاہتے تھے یا مخالفت کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس قابل افسوس اور قابل مذمت واقعے کے بعد ہم آج قائد حزب اختلاف کو نہیں سنیں گے۔ آج ہم ان کو نہیں سنیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اب اجلاس کی کارروائی مورخہ 14-جولائی 2010 بروز بدھ بوقت 10:00 صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔